خونی بالکونی

اے حمید

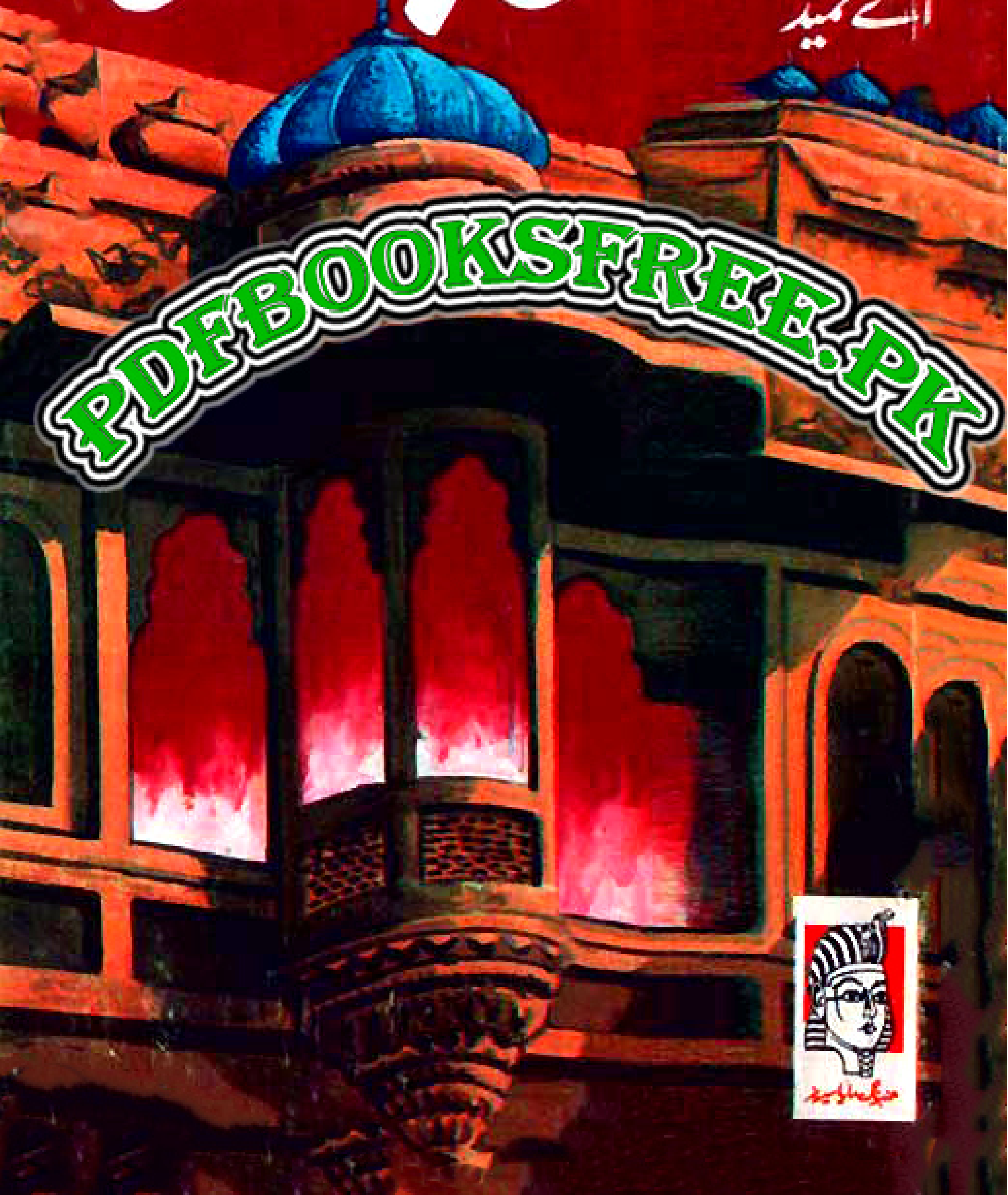

PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا کہانی - ۱۷۶

خونی بالکونی

اے حمید

فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

۱۔	سیاہ پوش اندر آگیا	۷
۲۔	تھیوسانگ تم کہاں ہو؟	۳۲
۳۔	پھنکارتے سانپوں کا غار	۵۵
۴۔	کھوپڑیوں کے چراغ	۸۰
۵۔	خونی بالکونی	۱۰۶

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی کہانی نمبر ۷۶ آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ ایک بار پھر میں اپنے ان تمام دوستوں کا دل سے شکریہ ادا بھی کرتا ہوں اور ان سے معذرت بھی چاہتا ہوں جنھوں نے مجھے بے شمار خط لکھے اور عنبر ناگ ماریا کی حیرت انگیز، تاریخی اور سائنسی داستان کا اتنا انتظار کیا۔

دوستو! عنبر ناگ ماریا ایک بار پھر اپنے سنسنی خیز پراسرار تاریخی سفر پر روانہ ہو گئے ہیں اور میں آپ کو ان کے سفر کی عجیب و غریب اور دلچسپ کہانیاں سناتا رہوں گا۔

آپ کے پیار بھرے خطوط کو شائع کرنے کا سلسلہ ہم نے شروع کر دیا ہے۔ آپ ہر کتاب کی کہانی کے بارے میں اپنی رائے ضرور لکھیں۔

تمہارا انکل

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش اندر آگیا

جولی سانگ بوتل میں بند ہے۔

بوتل سمندر میں ہے اور سمندر کی لہریں بوتل میں بند جولی سانگ کو بہائے لیے جا رہی ہیں۔ جولی سانگ انگلی جتنی چھوٹی ہے اور وہ بوتل میں بند، سمٹی ہوئی بیٹھی ہے۔ سمندر کی تیز لہریں بوتل کو اٹھا کر کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر پھینک رہی ہیں۔ جولی سانگ خدا کو یاد کر رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ خدا اُسے اِس مصیبت سے نجات دے۔ اُسے اپنے بھائی تھیو سانگ کا اور کیٹی اور عنبر ناگ ماریا کا خیال بھی آرہا ہے کہ وہ نہ جانے اس وقت کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔

جولی سانگ سارا دن بوتل میں بند سمندر کی لہروں پر بہتی رہی۔ پھر شام ہو گئی۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ اچانک آسمان پر گہرے بادل آ گئے۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگے۔ تیز آندھی چلنے لگی اور سمندر میں طوفان آگیا۔

سمندر کی پہاڑ پہاڑ جتنی موجیں اوپر اُٹھنے لگیں۔ جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ ساری رات طوفانی موجیں بوتل کو اِدھر سے اُدھر پٹختی رہیں۔

دن کی روشنی نمودار ہوئی تو طوفان ختم ہو چکا تھا۔ شیشے کی بوتل جس میں جولی سانگ بند تھی، ایک جزیرے کے ساحل کی طرف تیزی سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سمندر کی تیز لہروں نے بوتل کو کنارے پر پھینک دیا۔ جولی سانگ کا سر چکرا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر شیشے کی دیوار کے ساتھ لگ کر باہر دیکھا۔ اُسے ایک غیر آباد جزیرے کا ویران ساحل نظر آیا جو دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ وہاں کوئی انسان نہ تھا جو جولی سانگ کی مدد کو آتا اور اسے بند بوتل میں سے نکالتا۔

آسمان پر ابھی تک کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔

جولی سانگ بوتل میں خاموش اور اداس بیٹھی عنبرناگ ماریا، کیپٹ اور تھیو سانگ کو یاد کر رہی تھی۔ طوفان تھم گیا تھا۔ ہوا بھی اب تیز نہیں چل رہی تھی۔ شیشے کی بوتل ریت پر پڑی تھی۔ جولی سانگ کو دور ساحل کے اونچے اونچے درخت نظر آ رہے تھے۔ اس کا خیال تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ اِن درختوں سے کوئی نہ کوئی انسان ضرور نکل کر اس کی مدد کو آئے گا۔

مگر دوپہر ہو گئی اور جولی سانگ کی مدد کو کوئی نہ آیا۔ چھوٹا ہونے کی وجہ سے جولی سانگ کی طاقت بھی بہت کم ہو گئی تھی۔ اب وہ زور لگا کر بوتل کو نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ اندر سے زور لگا کر بوتل کا کاک بھی نہیں کھول سکتی تھی۔ وہ بوتل کے اندر کتنی بار بوتل کے مُنہ کے پاس گئی اور زور لگا کر کاک کھولنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ تو بوتل کے کاک جتنے سائز کی تھی۔ آخر اس کی طاقت جواب دے گئی اور وہ مایوس ہو کر بوتل میں بیٹھ گئی۔

دن گزرتا چلا گیا۔ بادلوں کے پیچھے دن کی روشنی پھیکی ہونے لگی۔ جولی سانگ کو فکر ہوئی کہ رات آ رہی ہے۔ آخر وہ کب تک اس بوتل میں بند پڑی رہے گی۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے درختوں کی طرف سے ایک موٹا سا چوہا بوتل کی طرف آتا نظر آیا۔ یہ چوہا ننھی جولی سانگ کو بلی جتنا موٹا نگ رہا تھا۔ وہ ڈر گئی۔ پھر اسے خیال آیا کہ میں تو بوتل میں بند ہوں۔ چوہا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مگر چوہا سیدھا بوتل کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے غور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بوتل کے تھوڑے سے باہر نکلے ہوئے کاک کو دیکھا اور پھر بوتل کے شیشے میں سے بوتل میں بند ننھی سی جولی سانگ کو تکنے لگا۔ ننھی سی جولی سانگ ڈر کر بوتل کے دوسری طرف ہو گئی۔ اسے چوہے کی گول کالی آنکھیں بہت بڑی بڑی لگ رہی تھیں۔ چوہا ایک پل کے لیے بڑے غور سے جولی سانگ کو تکتا رہا۔ پھر اس نے بوتل کے کاک کو کترنا شروع کر دیا۔ اب تو جولی سانگ گھبرا گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ چوہا اسے کھا جانے کے لیے بوتل کا کاک کتر رہا ہے مگر جولی سانگ نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ بوتل سے باہر نہیں نکلے گی۔

چوہے نے دیکھتے دیکھتے بوتل کے کاک کو کتر ڈالا۔ بوتل کا منہ کھل گیا تھا۔ چوہا بوتل کے منہ میں تھوتھنی ڈالنے کی کوشش کرنے لگا تاکہ جولی سانگ کو اپنے دانتوں میں دبوچ کر ہڑپ کر جائے۔ جولی سانگ بوتل کی دیوار کے ساتھ چمٹی سہمی ہوئی بیٹھی رہی۔ چوہے نے اب بوتل کو ساحل کی گیلی ریت پر لڑھکانا شروع کر دیا کہ شاید اس طریقے سے بوتل میں بند جولی سانگ باہر نکل آئے۔ مگر وہ بوتل کے ساتھ ہی لڑھکتی رہی اور بوتل سے باہر نہ آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اپنے آپ کو چوہے سے محفوظ رکھے ہوئے تھی۔ بوتل کا مُنہ کھلا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ بوتل کے مُنہ کی طرف گئی تو باہر گر پڑے گی اور موٹا چوہا اُسے فوراً ہڑپ کر جائے گا۔

چوہا دیر تک سَر توڑ کوشش کرتا رہا کہ کسی طریقہ سے جولی سانگ بوتل سے باہر آجائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ چوہا چیخ رہا تھا۔ غصے سے جھنجھنا رہا تھا۔ وہ ریت پر بوتل کو پاؤں مار مار کر لڑھکا رہا تھا مگر وہ اسے اُلٹا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بوتل کو کسی طرح الٹا کر دیتا تو جولی سانگ ضرور باہر گر پڑتی۔ آخر چوہا تھک کر مجبور ہو گیا۔ وہ شور مچاتا چیختا چلاتا غراتا رہا اور پھر ریت پر چلتے ہوئے درختوں کی طرف واپس چلا گیا۔

چوہے کو واپس جاتا دیکھ کر جولی سانگ کی جان میں جان آئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بلا ٹل گئی۔ مگر وہ ابھی بوتل سے باہر نکلنا نہیں چاہتی تھی۔ اُسے ڈر تھا کہ چوہا ضرور اس کی تاک میں ہو گا۔ جونہی وہ باہر نکلی وہ کسی نہ کسی طرف سے اسے فوراً دبوچ لے گا اور ہڑپ کر جائے گا۔

جولی سانگ بوتل کے اندر ہی بیٹھی رہی۔ وہ ڈر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مارے بوتل سے باہر نہیں نکل رہی تھی کہ کہیں کوئی دوسرا کیڑا مکوڑا مثلاً کیکڑا یا گھونگا اسے چٹ نہ کر جائے۔

جولی سانگ اگرچہ انگلی جتنی چھوٹی تھی مگر اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔ اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ اب جب کہ بوتل کا منہ چوہے نے کھول دیا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کیڑا مکوڑا رینگتا ہوا بوتل کے اندر آجائے اور اُسے زخمی کر دے۔ یہ سوچ کر جولی سانگ نے بوتل سے باہر نکل کر جزیرے کے درختوں میں کسی جگہ چھپ کر رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ تھوڑی دیر میں رات ہونے والی تھی۔ جولی سانگ رات کا اندھیرا چھا جانے سے پہلے پہلے بوتل سے نکل کر کسی جگہ چھپ جانا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے خدا کا نام لیا اور بوتل کے منہ کی طرف آ گئی۔ بوتل کے کاک میں چوہے نے کافی بڑا سوراخ کر دیا تھا۔ جولی سانگ بوتل سے باہر آ گئی۔ اُسے سمندر کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا لگی تو اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔

سامنے کچھ فاصلے پر درخت اُگے ہوتے تھے جہاں سے اس ویران جزیرے کا جنگل شروع ہوتا تھا۔ جولی سانگ کیلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ریت پر تیزی سے بھاگنے لگی۔ چونکہ وہ بہت چھوٹی تھی اس لیے اس کی رفتار بھی کم تھی۔ وہ رُکے بغیر بھاگتی گئی اُسے چوہے کے آجانے کا بھی ڈر تھا۔ مگر چوہا نہ آیا اور جولی سانگ درختوں کے نیچے آگئی۔

درختوں پر سے بارش کا رُکا ہوا پانی قطرے قطرے کر کے ٹپک رہا تھا۔ جولی سانگ کو ان قطروں کے گرنے کی آواز بہت خوفناک لگ رہی تھی۔ اس نے ایک درخت کو دیکھا جس کے تنے سے ایک جنگلی بیل لپٹی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے بیل کی ٹہنیوں اور پتوں کو پکڑ کر درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد جولی سانگ درخت کی ایک ٹہنی پر چڑھنے میں کامیاب ہوگئی۔ وہ ٹہنی کے پتوں میں چُھپ کر بیٹھ گئی۔ بوتل کے اندر وہ کم از کم محفوظ ضرور تھی۔ مگر اب وہ ہر طرف سے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ درخت پر کوئی بھی کیڑا مکوڑا، کوئی سانپ، کوئی چھپکلی اسے ہڑپ کر سکتی تھی۔ مگر جولی سانگ بوتل میں بند نہیں رہ سکتی تھی۔ اسے آخر بوتل میں سے باہر نکلنا ہی تھا۔

اُس نے غور سے ٹہنی پر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُس کے آس پاس کوئی چھپکلی یا سانپ وغیرہ نہ تھا۔ وہ موٹا چوہا بھی کہیں نظر نہیں آرہا تھا جس نے بوتل کے کاک کو

کتر ڈالا تھا۔

آسمان پر بادل چھائے تھے۔ بارش رکی ہوئی تھی سورج غروب ہو رہا تھا مگر ابھی دن کی روشنی باقی تھی۔ اچانک جولی سانگ کو دور سمندر میں ایک کشتی نظر آئی جو ساحل کی طرف چلی آرہی تھی۔ جب بستی قریب آئی تو جولی سانگ نے دیکھا کہ کشتی میں چار آدمی سوار تھے۔ ان آدمیوں نے اپنے ہاتھوں میں نیزے پکڑ رکھے تھے۔ دو آدمی کشتی چلا رہے تھے۔ ایک نوجوان لڑکا ان کے درمیان کشتی میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی نے اس لڑکے کو بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا۔ کشتی ساحل پر آکر رک گئی۔ چاروں آدمی کشتی سے نیچے اتر آئے۔ انھوں نے نوجوان لڑکے کو بھی کشتی سے نیچے اتار لیا۔

لڑکا ان آدمیوں سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا مگر آدمی ہٹے کٹے تھے اور لڑکا کمزور دبلا پتلا۔ وہ ان کے آگے بے بس تھا۔ جولی سانگ درخت کی ٹہنی پر پتوں میں چھپی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

وہ آدمی نوجوان لڑکے کو لے کر ساحل کی ریت پر آگئے یہاں انھوں نے ریت پر بانس کی چار میخیں گاڑیں۔ پھر لڑکے کو ان کے درمیان زمین پر لٹا دیا اور اس کے چاروں ہاتھ پاؤں رسی کی مدد سے ان میخوں کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باندھ دیئے۔
ایک ہٹے کٹے وحشی نے قہقہہ لگا کر کہا۔
"اس کی یہی سزا ہے۔ یہ یہاں بھوکا پیاسا پڑا رہے گا اور رات کو جنگلی چوہے آ کر اسے کاٹ کاٹ کر کھا جائیں گے۔"

دوسرا وحشی بولا۔
"ہم پرسوں آئیں گے تاکہ اس کی لاش کا ڈھانچہ دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دیں۔"
پہلا وحشی بولا۔
"چلو، واپس چلو۔"
وحشی کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی کو چلاتے ہوئے جدھر سے آئے تھے اُدھر غائب ہو گئے۔
جولی سانگ نے غور سے لڑکے کو دیکھا۔ نوجوان دُبلا پتلا لڑکا رسی سے بندھا بانس کی میخوں کے ساتھ جکڑا ریت پر بے بس پڑا تھا۔ جب وحشی وہاں سے چلے گئے تو جولی سانگ درخت سے نیچے اترنے لگی۔ وہ اس بدقسمت مظلوم لڑکے کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ اُسے اذیت ناک موت کے منہ سے بچانا چاہتی تھی۔ جولی سانگ اپنی موت کی پروا کیئے بغیر درخت سے اتر کر گھاس میں چلتی ساحل پر اس جگہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گئی جہاں وہ لڑکا زمین پر جکڑا پڑا تھا۔

جولی سانگ جانتی تھی کہ لڑکا اسے انگلی جتنے سائز کی دیکھ کر حیران ہو گا مگر جولی سانگ تو اِس لڑکے کی زندگی بچانا چاہتی تھی۔ وہ ریت پر تیز تیز چلتی اس لڑکے کے قریب آ گئی اور زمین پر جکڑے ہوئے لڑکے کی گردن کے پاس آ کر رک گئی۔ لڑکے نے اپنی گردن کے قریب ایک ننھی سی انگلی جتنی لڑکی کو دیکھا تو خوف اور دہشت کے مارے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ لڑکا سمجھا کہ یہ جزیرے کا کوئی ایسا خونخوار کیڑا ہے جس کی شکل و صورت اِنسان سے ملتی جلتی ہے اور وہ اسے کھانے آیا ہے۔ جولی سانگ نے لڑکے کی دہشت دور کرنے کے لیے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"مجھے دیکھ کر ڈرو نہیں! میں کوئی کیڑا مکوڑہ نہیں ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح اِنسان ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مجھے جادو کے زور سے چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ میں درخت پر بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ میں تمہیں اِس مصیبت سے نجات دلانے آئی ہوں۔"

جولی سانگ کی باریک اِنسانی آواز سن کر نوجوان لڑکے کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس کا خوف کسی حد تک دور ہو گیا۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہنے لگا۔

"تم اتنی چھوٹی ہو بہن! میری رسیاں کیسے کھول سکو گی؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میں کوشش کروں گی۔"

اور جولی سانگ نے لڑکے کے بازو کی رسّی کو دانتوں سے کاٹنا شروع کیا۔ تھوڑی کوشش کے بعد ایک رسی کٹ گئی۔ پھر دوسرے ہاتھ کی رسّی بھی جولی سانگ نے کاٹ دی۔ لڑکے کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کی رسیاں بھی کھول ڈالیں۔ وہ اب آزاد تھا۔ اس نے جولی سانگ کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ ایک عورت اِتنی چھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ میں تمہارا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر اِس وقت تم میری مدد کو نہ آتیں تو رات کو جزیرے کے جنگلی جانور آ کر مجھے کھا جاتے۔"

جولی سانگ نے پتلی آواز میں کہا۔

"یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکے نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے بہن ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا نام جولی سانگ ہے ۔تمہارا کیا نام ہے اور یہ کون لوگ تھے جو تمہیں یہاں باندھ کر چلے گئے ؟"

لڑکے نے کہا۔

"میرا نام تولیڈو ہے ۔میں ایک یتیم لڑکا ہوں۔میرا باپ یہاں کے قریبی جزیرے کا ماہی گیر ہے اور یہ لوگ میرے باپ کے دشمن تھے ۔پہلے انھوں نے میرے باپ کو مارا اور اب مجھے مارنے کے لیے یہاں باندھ گئے تھے۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مجھے بتاؤ کہ یہ کون سا علاقہ ہے اور اس کے قریب کون سا ملک ہے ؟"

تولیڈو نے کہا۔

"یہاں سے پچاس میل مغرب کی طرف اُندلس کا ملک ہے۔ جہاں پہلے مسلمانوں کی حکومت تھی مگر اب عیسائی لوگ حکومت کرتے ہیں ۔کیا تم وہاں جانا چاہتی ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"اُندلس میں مسلمانوں کی تاریخ بڑی شان دار ہے ۔میں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملک کو دیکھنا چاہتی ہوں جہاں مسلمانوں نے سات آٹھ سو سال تک بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ اور علم و حکمت میں بڑا کام کیا۔"

تولیڈو کہنے لگا۔

"میں تمہیں وہاں پہنچا سکتا ہوں کیونکہ مجھے بھی اندلس کے ایک شہر میں جانا ہے۔ میں اب واپس اپنے جزیرے پر نہیں جا سکتا۔ میں اندلس میں اپنے ماموں کے پاس جاؤں گا۔ مگر جولی بہن! تم اتنی چھوٹی ہو، تم اندلس کی سیر کیسے کر سکو گی؟ تمہیں تو کوئی بلی ہڑپ کر جائے گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو! مگر میں ایک بہادر لڑکی ہوں۔ اس قسم کی تکلیفیں برداشت کرنے کی مجھے عادت ہو گئی ہے۔ اور پھر مجھے اپنی ہمت اور خدا پر بھروسہ ہے۔ میں جانتی ہوں کہ خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی مجھ پر کیا ہوا جادو ختم ہو جائے گا اور میں پھر سے بڑی ہو جاؤں گی۔ تم مجھے اندلس لے چلو۔ مگر یہاں سے ہم جائیں گے کیسے؟"

تولیڈو کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں اِس جزیرے کے چپے چپے سے واقف ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اِس جزیرے کے شمال میں ایک غار ہے جہاں میرے دادا نے ایک چھوٹی کشتی چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ ہم اُس کشتی میں بیٹھ کر سمندر پار کر کے اندلس پہنچ جائیں گے۔"

تولیڈو نے ننھی جولی سانگ کو کندھے پر بٹھا لیا اور جزیرے کے غار میں آ گیا۔ غار میں ایک چھوٹی سی کشتی درخت کی شاخوں میں چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ لڑکے تولیڈو نے کشتی کو کھینچ کر باہر نکالا، اِسے سمندر میں لے گیا اور اس میں سوار ہو کر چپّو چلانے لگا۔ اس کا رُخ کھلے سمندر کی طرف تھا۔ بہت جلد کشتی کو وہ کھلے سمندر میں لے آیا۔

لڑکے نے جولی سانگ کو کشتی میں ایک طرف ایک تختے کے نیچے بٹھا دیا تھا۔ اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"یہاں سے اُندلس کا ساحل پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ موسم خوشگوار ہے اور لہروں کا رُخ بھی ساحل کی طرف ہے۔ ہم بہت جلد اندلس پہنچ جائیں گے۔"

جولی سانگ خاموش بیٹھی عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن تھیوسانگ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کشتی سمندر میں بہے چلی جا رہی تھی۔ لڑکا تولیڈو ایک بڑا تجربہ کار اور بہادر ملاح تھا۔ وہ بڑی ہوشیاری سے کشتی چلا رہا تھا۔ سمندر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیز لہریں بھی اس کی مدد کر رہی تھیں۔ دوپہر کے وقت دُور اندلس کا ساحل نظر آنے لگا۔ تولیڈو نے خوش ہو کر کہا۔

"جولی سانگ بہن وہ دیکھو! اندلس کا ساحل آ گیا ہے۔"

اس نے جولی سانگ کو اپنی ہتھیلی پر اُٹھا لیا۔ جولی سانگ نے دور اُندلس کی پہاڑیوں کو دیکھا جن کی چوٹیوں پر درخت کھڑے تھے۔ ایک جگہ درختوں میں سے مسجد کے مینار بھی نظر آ رہے تھے۔

آدھے گھنٹے میں وہ اندلس کے ساحل پر پہنچ گئے۔ لڑکے تولیڈو نے کشتی کو ساحل پر ایک طرف چھوڑا اور جولی سانگ کو جیب میں ڈال کر شہر کی طرف چل پڑا۔ اس شہر میں جگہ جگہ مسلمانوں نے عالی شان مسجدیں اور باغ بنائے ہوتے تھے۔ تولیڈو نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی بہن! میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ میں تمہیں خود اندلس کی سیر کراؤں گا اور پھر تم میرے ساتھ ہی میرے ماموں کے گھر چلی چلنا۔ وہاں میں تمہیں لوگوں سے چھپا کر رکھوں گا۔ یہاں تمہارا اکیلا رہنا خطرناک ہو گا۔"

جولی سانگ کو بھی معلوم تھا کہ اکیلی رہ کر وہ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائے گی۔ اس نے کہا۔ ٹھیک ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تولیڈو! میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ مگر مجھے سب سے پہلے مسلمانوں کے شان دار شہر غرناطہ کی سیر کراؤ۔"

تولیڈو وہاں سے غرناطہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ غرناطہ بڑا خوب صورت شہر تھا۔ ایسے خوبصورت باغ تھے کہ جن کو دیکھ کر آنکھوں میں ٹھنڈک پڑتی تھی۔ جگہ جگہ فوارے چل رہے تھے۔ شام تک تولیڈو جولی سانگ کو غرناطہ کی سیر کراتا رہا۔

جب اندھیرا ہونے لگا تو وہ ایک سرائے میں آگیا۔ تولیڈو سرائے کی ایک خالی کوٹھڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ننھی جولی سانگ کو نکالا اور کہا۔

"جولی بہن! تم یہاں بیٹھو۔ میں اپنے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں۔ تم یہاں سے باہر مت نکلنا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"فکر نہ کرو! میں کوٹھڑی ہی میں رہوں گی۔"

تولیڈو نے باہر سے کوٹھڑی کو بند کر کے کنڈی لگا دی اور کچھ کھانے کا سامان لینے کے لیے سرائے کے بڑے دروازے کی طرف چل دیا جہاں کھانے پینے کی کچھ دکانیں تھیں۔

تولیڈو کو گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ننھی جولی کو باہر سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ قدموں کی چاپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آکر رک گئی۔ جولی سانگ نے سوچا کہ شاید تولیڈو واپس آگیا ہے۔

اتنے میں دروازہ کھل گیا اور ایک سیاہ کپڑوں والا آدمی اندر داخل ہوگیا۔ وہ سیدھا اس تخت کے پاس آگیا جس کے کونے پر جولی سانگ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ڈر کر تخت پر بھاگی مگر وہ اتنی چھوٹی تھی کہ زیادہ دور نہ بھاگ سکتی تھی۔ سیاہ پوش آدمی نے اُسے جلدی سے ہاتھ اوپر رکھ کر دبوچ لیا اور ایک قہقہہ لگا کر بولا۔

"میرا زائچہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ میرا ستاروں کا حساب کبھی غلط نہیں ہوا۔ میرے حساب نے مجھے بتا دیا تھا کہ اس کوٹھڑی میں ایک ایسی عورت موجود ہے جسے جادو کے زور سے ننھی چوہیا جتنی بنا دیا گیا ہے۔ اب تُو میرے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے، بہت شور مچایا مگر وہاں اس کی سننے والا کوئی نہ تھا۔ سیاہ پوش نے جولی سانگ کو رومال میں لپیٹا اور اپنے تھیلے میں ڈال کر جلدی سے کوٹھڑی سے نکل گیا۔ سرائے کے باہر اس کا گھوڑا تیار کھڑا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑاتا ہوا وہاں سے رفوچکر ہوگیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے تھوڑی دیر بعد جب تویڈو وہاں آیا تو وہ جولی سانگ کو نہ پاکر بڑا پریشان ہوا۔ اس نے جولی سانگ کو جگہ تلاش کیا، اُسے آوازیں دیں مگر وہ اسے کہیں نہ ملی۔ پھر وہ مایوس ہو گیا اور کوٹھڑی میں اداس ہو کر بیٹھ گیا۔

سیاہ پوش گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا غرناطہ کے شہر سے نکل کر پہاڑیوں میں سے گزرتا قرطبہ کے شہر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے ایک رات سرائے میں قیام کیا جولی سانگ کو اس نے تھیلے میں ہی بند رکھا۔ دوسرے دن گھوڑے پر بیٹھ کر قرطبہ کی طرف چل پڑا۔ شام کو وہ قرطبہ شہر کے باہر ایک چھوٹی سی حویلی کے پاس آکر گھوڑے سے اتر گیا۔ اس حویلی میں ایک عیسائی ڈان رہتا تھا۔ سیاہ پوش نے نوکر کے ہاتھ اندر پیغام بھجوایا۔ عیسائی ڈان نے اُسے بُلا لیا۔ سیاہ پوش نے جاتے ہی تھیلے میں سے ننھی جولی سانگ کو نکال کر ڈان کے سامنے میز پر رکھ دیا جولی سانگ نے پتلی آواز میں شور مچایا۔

"مجھے چھوڑ دو! مجھے جانے دو! مجھے جانے دو"۔

عیسائی ڈان حیرت زدہ آنکھوں سے جولی سانگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے آج تک کبھی اتنی چھوٹی سی عورت کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں دیکھا تھا۔ سیاہ پوش بڑے فخر سے بولا۔

"حضور! میں آپ کی خاطر اس عجیب و غریب لڑکی کو بڑی دُور سے لے کر آ رہا ہوں۔ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔ مجھے اس کے عوض ایک ہزار دینار عطا کریں اور لڑکی کو اپنے پاس رکھیں۔"

عیسائی ڈان نے کہا۔

"سیاہ پوش! تم نے کمال کر دکھایا ہے۔ میں تمہیں دو ہزار دینار دوں گا۔ میں اس انوکھی لڑکی کو اپنی حویلی میں رکھوں گا اور اپنے مہمانوں کو دکھاؤں گا کہ دیکھو میں نے اپنی حویلی کی سجاوٹ کے لیے سمندر کے نیچے سے ایک ننھی سی انسانی مخلوق منگوائی ہے۔"

عیسائی ڈان نے سیاہ پوش کو دو ہزار دینار ادا کر دیئے۔ وہ جولی سانگ کو ڈان کے حوالے کر کے چلا گیا۔ عیسائی ڈان نے جولی سانگ کو شیشے کی ایک بوتل میں بند کر کے اوپر کاک لگا دیا اور بوتل کو چاندی کی ایک میز پر سجا کر رکھ دیا۔

سب سے پہلے اس نے جولی سانگ کو اپنے نوکروں اور کنیزوں کو فخر سے دکھایا۔ وہ سب اتنی چھوٹی سی مخلوق کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ شام کو ڈان نے اپنی حویلی میں دعوت کی۔ سب مہمان حیرانی سے جولی سانگ کو بوتل میں بند دیکھنے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عیسائی ڈان کو بس یہی ایک شوق تھا کہ وہ کوئی ایسی عجیب شئے اپنی حویلی میں لاکر رکھے جو کسی دوسرے کے پاس نہ ہو اور یوں اس کی سب میں شہرت ہو۔

جولی سانگ ایک بار پھر بوتل میں بند ہو کر عیسائی ڈان کی حویلی میں سجاوٹ بن کر رہنے لگی۔ وہ اپنی قسمت کو کوس رہی تھی کہ تولیڈو کیوں اسے اکیلی چھوڑ کر چلا گیا۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

سارے قرطبہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عیسائی ڈان کی حویلی میں ایک ایسی لڑکی بوتل میں بند ہے جس کا سائز انسانی انگلی کے برابر ہے۔ لوگ دور دور سے جولی سانگ کو دیکھنے کے لیے آنے لگے۔ ڈان نے ٹکٹ لگا دیا۔ وہ ہر آنے والے سے ایک دینار وصول کرنے لگا۔ یوں ایک مہینے کے اندر اندر وہ کافی دولت مند بن گیا۔

عیسائی ڈان کی ایک کنیز روزانہ جولی سانگ کو بوتل کھول کر اُسے دودھ پلانے آیا کرتی تھی۔ جولی سانگ نے اس کنیز کو باتوں باتوں میں اپنا ہمدرد بنا لیا تھا۔ ایک روز جولی سانگ نے کنیز سے کہا کہ خدا کے لیے مجھے یہاں سے آزاد کر دو۔ میں بوتل کی قید سے تنگ آ گئی ہوں!

کنیز نے کچھ سوچ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے اگر تمہیں آزاد کر دیا تو مالک مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں تمہاری خاطر صرف اتنا کر سکتی ہوں کہ آج بوتل کے کاک کو تھوڑا ڈھیلا کر دوں گی۔ تم اسے آسانی سے کھول کر باہر نکل سکتی ہو۔ میں کہ دوں گی کہ جولی سانگ کاک کھول کر بھاگ گئی ہے۔"

جولی سانگ نے کنیز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"پیاری بہن! اب مجھ پر ایک اور مہربانی بھی کر دو اور مجھے بتاؤ کہ یہاں حویلی سے باہر میں کدھر جاؤں تاکہ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہ سکوں۔"

کنیز نے کہا۔

"حویلی کے پیچھے ایک قبرستان ہے۔ تم اس قبرستان میں کسی جگہ چھپ جانا اور جب موقع ملے تو یہاں سے کسی دوسرے شہر کو نکل جانا۔ بس میں تمہاری صرف اتنی ہی مدد کر سکتی ہوں۔"

کنیز نے اپنا وعدہ نبھایا۔ رات کو اس نے جولی سانگ کی بوتل کا کاک ڈھیلا کر دیا۔ بوتل ٹیڑھی رکھی ہوئی تھی۔ جب رات کی خاموشی چھا گئی اور حویلی کے سب لوگ سو گئے تو جولی سانگ بوتل میں سے باہر نکل آئی۔ اس نے میز پر سے نیچے قالین پر چھلانگ لگا دی اور پھر کمرے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل کر حویلی کے صحن میں آ گئی۔ یہاں دیوار پر ایک فانوس روشن تھا۔ صحن سنسان پڑا تھا۔ جولی سانگ صحن سے گزر کر حویلی کے دروازے میں سے گزرتی پیچھے کی طرف آ گئی۔ یہاں کنیز کے کہنے کے مطابق ایک پرانا قبرستان تھا جہاں جگہ جگہ قبریں بنی ہوئی تھیں۔

جولی سانگ نے یہی سوچا کہ وہ رات قبرستان میں کسی جگہ چھپ کر پڑی رہے گی اور دن کے وقت جب روشنی ہو گی تو کسی طرف کو نکل جائے گی۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ وہ اس کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

قبرستان میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہاں سخت اندھیرا تھا۔ مگر جولی سانگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ وہ قبروں کے درمیان ننھے سے کیڑے مکوڑے کی طرح چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کی مدد سے چل رہی تھی کہ اچانک ایک قبر کے سوراخ میں گر گئی۔ وہ قبر کے اندر ایک مُردے کے اوپر جا گری۔ مردے کے اوپر گرتے ہی جولی سانگ جلدی سے سنبھلی اور اس کے نیچے آ گئی۔ اب اس نے غور سے دیکھا۔ مُردے کا جسم کفن میں لپٹا تھا مگر اُس کا مُنہ کھلا تھا۔ جولی سانگ مردے کے چہرے کے پاس آ کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ یہ کسی بزرگ آدمی کی قبر تھی۔ مردے کی داڑھی سفید تھی اور چہرے پر ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک نور برس رہا تھا۔ جولی سانگ کو خیال آگیا کہ وہ مُردے سے بات کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیوں نہ وہ اس طاقت کو آزمائے۔ اور اس مُردے سے مدد کی درخواست کرے۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اے بزرگ! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کوئی بڑے ہی نیک آدمی ہیں کہ جن کا چہرہ موت کے بعد بھی نورانی ہے۔ خدا کے لیے میری مدد کیجیے!"

بزرگ مردے نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

"جولی سانگ تم نے ہمیشہ دوسرے اِنسانوں کی مدد کی ہے۔ میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"میں صرف تمہارا نام ہی نہیں جانتا بلکہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اور تھیوسانگ کے نام بھی جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔"

جولی سانگ تو خوشی سے اچھل پڑی۔

"حضور! خدا کے لیے مجھے بتائیے کہ میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بزرگ مُردے نے کہا۔

"عنبر ناگ ماریا یہاں سے دور آٹھ سو برس آگے کے زمانے کے ایک اسلامی ملک پاکستان کے شہر لاہور میں ہیں۔ کیٹی اور تھیوسانگ یہاں سے جنوب کی طرف یہاں سے ملک ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے ایک سیاہ آسیبی محل میں ہیں۔ کیٹی بھی تمہاری طرح ننھی بن چکی ہے اور تھیوسانگ کی یادداشت گُم ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا آپ مجھے ان لوگوں کے پاس پہنچا سکتے ہیں؟"

بزرگ مُردے نے کہا۔

"میں تمہیں عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ کیا تم ان کے پاس جاؤ گی؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"لیکن میں تھیوسانگ بھائی اور کیٹی کو یہاں اکیلی چھوڑ کر کیسے جاؤں؟"

بزرگ مُردہ بولا۔

تمہیں اِن دونوں میں سے کسی ایک کا اِنتخاب کرنا ہوگا۔ دوسرا تمہارے پاس وقت کے ساتھ اپنے آپ پہنچ جائے گا۔"

جولی سانگ نے کچھ سوچ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر مجھے عنبر ناگ ماریا کے پاس پہنچا دیجیے۔ مگر خدا کے لیے مجھے بڑا کر دیں۔ میں اِتنی چھوٹی رہنا نہیں چاہتی اب"۔

بزرگ مُردے نے کہا۔

"فکر نہ کرو! تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور یہاں سے آٹھ سو برس آگے ۱۹۸۸ء کے اسلامی ملک پاکستان کے عنبر ناگ ماریا کے پاس بھی پہنچ جاؤ گی۔

جولی سانگ نے کچھ تشویش کے ساتھ پوچھا۔

"لیکن حضور! تھیوسانگ اور کیٹی کا کیا بنے گا!"

بزرگ مُردے کی آواز آئی۔

"تم گھبراتی کیوں ہو۔ کہہ جو دیا کہ ایک نہ ایک دن مصیبتیں برداشت کرتے، حالات کا مقابلہ کرتے وہ لوگ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ اب عنبر ناگ ماریا کے پاس جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آنکھیں بند کر کے میرے ہاتھ پر بیٹھ جاؤ"۔

جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں اور بزرگ مُردے کی ہتھیلی پر بیٹھ گئی۔ اس کے کانوں میں ایک دھماکے کی آواز آئی۔ اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیو سانگ! تم کہاں ہو؟

جولی سانگ نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اندھیرے میں پایا۔

سب سے پہلے اُسے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ اب ننھی جولی سانگ نہیں تھی بلکہ پورے قد کی بڑی جولی سانگ ہو چکی تھی۔ اُس نے خدا کا شکر ادا کیا اور اندھیرے میں دیکھا کہ وہ ایک حجرے میں پڑی ہے جولی سانگ کو ایک طرف سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی آتی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اٹھی اور روشنی کی طرف چلتی حجرے سے باہر آ گئی۔

اب اس نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز باغ میں ہے جس کے درمیان ایک عالی شان پرانی عمارت کھڑی ہے۔ جس کے چار اونچے مینار ہیں۔ ایک مالی باغ میں پھولوں کی کیاریاں ٹھیک کر رہا ہے۔ آسمان پر دن کی روشنی پھیلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی تھی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ اِتنا اُسے معلوم تھا کہ وہ اِسلامی ملک پاکستان کے شہر لاہور میں آگئی ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ جولی سانگ نے اپنا جائزہ لیا۔ اس کا لباس بھی ۱۹۸۸ کے زمانے کا ہوگیا تھا۔ یعنی نیلی شلوار قمیص کا سُوٹ اور نیلا دوپٹہ، پاؤں میں سینڈل تھی۔

جولی اپنے آپ کو اس پاکستانی لباس میں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ اس نے جلدی سے فضا میں زور سے سانس کھینچا۔ یہ محسوس کر کے اس کی خوشی کی کوئی اِنتہا نہ رہی کہ اِس شہر کی فضا میں عنبر ناگ ماریا کی خوشبوئیں آ رہی تھیں وہ خوشبو کے پیچھے پیچھے باغ سے باہر نکل آئی۔ باہر باغ کے پرانے طرز کے دروازے پر ایک وردی والا دربان کھڑا تھا۔

جولی سانگ نے اس سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے دربان نے تعجّب سے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بی بی! تم مقبرۂ جہانگیر میں ہو اور پوچھ رہی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہے! تم مقبرے کے اندر کیسے آگئی تھیں؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"شکریہ بھائی! میں بھول گئی تھی۔ اچھا تو یہ جہانگیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ کا مقبرہ ہے!"

یہ کہہ کر جولی سانگ مقبرے سے نکل کر ریلوے پھاٹک کی طرف چل پڑی۔ لاہور شہر میں وہ اِس سے پہلے بھی ایک بار آچکی تھی مگر یہ بہت پہلے کی بات تھی۔ اُس نے دیکھا کہ لاہور شہر بڑا ترقی کر گیا تھا۔ ریل کا پھاٹک بند تھا اور کئی ویگنیں اور کاریں کھڑی تھیں۔ تین سکوٹر بھی کھڑے تھے جن پر رنگ دار قمیضوں والے تین جوان بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے اور شور مچا رہے تھے۔ جولی سانگ اُن کے قریب سے گزری تو ایک نوجوان نے اس پر آوازہ کسا، دوسرے نے سیٹی بجائی، تیسرا بولا۔

"سکوٹر پر بیٹھ جاؤ۔ شہر کی سیر کرائیں گے تمہیں!"

جولی سانگ کو ان کی یہ بدتمیزی کی باتیں بہت بُری لگیں۔ مگر اُس نے انہیں کچھ نہ کہا اور پھاٹک کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

دوسری طرف سے ٹرین آرہی تھی۔ پھر ٹرین شور مچاتی گزر گئی۔ پھاٹک کھل گیا۔ کاریں اور ویگنیں گزرنے لگیں۔ جولی سانگ بھی ریلوے لائن پر سے گزر کر راوی روڈ پر آگئی۔ اُس نے فضا میں سُونگھا۔ عنبر ناگ ماریا کی خوشبو شہر لاہور کی طرف سے آرہی تھی۔ جولی سانگ نے راوی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روڈ پر بادشاہی مسجد کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اُس کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ پیسہ ہوتا تو وہ رکشہ لے لیتی۔ اُسے معلوم تھا کہ لاہور شہر میں رکشے چلتے ہیں۔ پہلے جب وہ لاہور آئی تھی تو اُس نے رکشے کی سیر کی تھی۔

جولی سانگ سڑک کے کنارے درختوں کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی کہ وہی تینوں بدتمیز نوجوان سکوٹر لے کر اس کے آگے پیچھے پھرنے لگے۔ ایک نوجوان جس نے کالے رنگ کے چمڑے کے دستانے پہن رکھے تھے، سکوٹر جولی سانگ کے آگے کھڑا کر دیا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"محترمہ! شہر بہت دُور ہے۔ کہاں تک پیدل چلیں گی۔ میرے سکوٹر کے پیچھے بیٹھ جائیں! شہر کی سیر بھی کرا دوں گا"۔

دوسرا اسکوٹر والا بھی آ گیا اور ہنس کر بولا۔

"آپ کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں"۔

تیسرا اسکوٹر والا بولا۔

"اور سنہری بال بھی بڑے خوبصورت ہیں!"

جولی سانگ نے سوچا کہ یہ کتنے بدتمیز اور آوارہ مزاج نوجوان ہیں۔ انہیں اتنی بھی تمیز کسی نے نہیں سکھائی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راہ چلتی خواتین کو تنگ کرنا شریفوں کا کام نہیں ہے۔ پھر بھی وہ خاموش رہی۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا اور سڑک کنارے خاموشی سے چلتی گئی۔ لیکن یہ آوارہ نوجوان تھے۔ شریف لڑکے کبھی ایسی ناشائستہ حرکت نہیں کرتے۔ مگر یہ بڑے ہی بدتمیز اور بگڑی عادتوں والے لڑکے تھے جن کا کام ہی یہ تھا کہ لڑکیوں کو تنگ کیا جائے جو اچھی بات نہیں ہے۔

جولی سانگ صبر کے ساتھ چلی جا رہی تھی کہ ایک سکوٹر سوار پیچھے سے آیا اور جولی سانگ کا ریشمی نیلا دوپٹہ کھینچ کر اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ تینوں نوجوان قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ اب جولی کے صبر کی انتہا ہو گئی۔ اب ان آوارہ لڑکوں کو سبق سکھانا ضروری ہو گیا تھا۔ ان بدتمیز آوارہ لڑکوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ جولی سانگ میں کتنی طاقت ہے اور وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔

جس لڑکے نے جولی سانگ کا نیلا دوپٹہ چھینا تھا وہ اُسے لہراتے ہوئے جولی سانگ کے اِرد گرد سکوٹر پر چکر لگانے لگا اور ہنس ہنس کر کہنے لگا۔

"محترمہ! دوپٹہ لینا ہے تو میرے سکوٹر پر آ جاؤ۔"

اتفاق سے اِس سڑک پر لوگ بہت ہی کم تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جونہی آوارہ لڑکا دوپٹہ لہراتا جولی سانگ کے قریب سے نکلا، جولی سانگ نے لپک کر اس کے سکوٹر کو پیچھے سے پکڑ لیا اور زور سے پیچھے کھینچا۔ لڑکا سکوٹر سے نیچے گر پڑا۔ دوسرے ہاتھ سے جولی سانگ نے دوسرے لڑکے کے سکوٹر کو کھینچ لیا۔ پھر دونوں سکوٹروں کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور پوری طاقت سے سڑک پر دے مارا۔ سڑک پر گرتے ہی دونوں سکوٹروں کے پرزے اڑ گئے اور ان میں آگ لگ گئی۔

یہ ماجرا دیکھ کر لڑکے دہشت زدہ ہو کر بھاگنے لگے تو جولی سانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی اور دونوں بدتمیز لڑکوں کو گردنوں سے پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھا دیا۔

لڑکے خوف کے مارے رنگ اڑ گئے تھے۔ وہ دہشت کے مارے کانپ رہے تھے اور ہاتھ جوڑ کر کہہ رہے تھے۔

"بہن جی! ہمیں معاف کر دیں! ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہمیں معاف کر دیں بہن جی!"

تیسرا لڑکا سکوٹر پر بیٹھ کر بھاگ گیا تھا۔ جولی سانگ نے دونوں لڑکوں کو سڑک پر لٹا دیا۔ ان کی قمیضیں پھاڑ دیں، عینکیں توڑ ڈالیں اور ایک پاؤں ایک لڑکے کی گردن پر اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرا پاؤں دوسرے آوارہ بدتمیز لڑکے کی گردن پر رکھ دیا اور گرج کر کہا۔

"کیا پھر کبھی کسی لڑکی کا دوپٹہ کھینچو گے؟"

لڑکوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"کبھی نہیں بہن جی! کبھی نہیں!"

جولی سانگ نے کڑک کر کہا۔

"کیا پھر کبھی کسی لڑکی پر آوازے کسو گے؟"

دونوں لڑکوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کبھی نہیں بہن جی، کبھی نہیں! خدا کے لیے ہمیں معاف کر دو!"

جولی سانگ نے ان کی گردنوں پر سے ہاتھ ہٹا لیے۔ لڑکے اٹھے اور دُم دبا کر ایک طرف ایسے بھاگے کہ پھر پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہاں اب کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے جولی سانگ نے زمین پر سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا اور ایک خالی رکشہ کو ہاتھ دے کر روکا۔ رکشے میں سوار ہوئی اور ڈرائیور سے کہا۔

"شہر چلو!"

رکشہ شور مچاتا تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ رکشے میں سوار جولی سانگ کو عنبر ناگ ماریا کی خوشبو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرہی تھی۔ جدھر سے خوشبو آرہی تھی، جولی سانگ رکشے کو اُسی طرف لیے جارہی تھی۔

رکشہ شہر کی مال روڈ پر آ گیا۔ یہاں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو تیز ہو گئی۔ جولی سانگ نے رکشے والے سے کہا۔

"اب رکشہ آہستہ کر لو!"

ڈرائیور نے رکشہ آہستہ کر لیا۔ ایک جگہ سے بڑی تیز خوشبو آرہی تھی۔ جولی سانگ نے رکشہ رُکوا لیا۔ اس نے رکشے سے اتر کر دیکھا کہ اس کے سامنے ایک بہت بڑا سات آٹھ منزلہ فقری ستار عالی شان ہوٹل تھا۔ عنبر ناگ ماریا کی خوشبو اِسی ہوٹل سے آرہی تھی۔ جولی سانگ نے رکشے والے سے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں تمہیں اوپر سے پیسے بِھجواتی ہوں۔"

رکشے والا وہیں رکشے سے باہر نکل آیا اور بولا۔

"بی بی جی! جلدی کرایہ بھجوا دیجیے گا۔"

جولی سانگ بولی۔

"فکر نہ کرو بھائی! میں ابھی بھجوا دوں گی۔"

یہ کہہ کر جولی سانگ ہوٹل کی لابی میں داخل ہو گئی۔ اوپر ایک کمرے میں عنبر ناگ ماریا بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کو بھی اچانک جولی سانگ کی خوشبو آنے لگی۔ ماریا نے چونک کر کہا۔

"یہ تو جولی سانگ کی خوشبو ہے عنبر ناگ!"

"ہاں!" دونوں نے خوش ہو کر کہا۔

اور پھر تینوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ وہ تیز تیز سیڑھیاں اُتر رہے تھے کہ نیچے سے انہیں جولی سانگ اوپر آتی دکھائی دی۔ ماریا اور عنبر ناگ ماریا کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔ انھوں نے بے اختیار کہا۔

"جولی سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی! کیٹی اور تھیو سانگ کہاں ہے؟"

جولی سانگ نے عنبر ناگ کو دیکھ لیا تھا مگر ماریا چونکہ غائب تھی اس لیے وہ اُسے نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کی خوشبو اُسے برابر آ رہی تھی۔ اُس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ مل گئے۔ میں بڑی مصیبتوں کے بعد تم تک پہنچی ہوں۔ ماریا تم کیسی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"پہلے میں بھی اُداس تھی۔ اب تم کو دیکھ کر خوش ہو گئی ہوں۔ کیٹی اور تھیو سانگ کا بتاؤ؟"

جولی سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پہلے نیچے رِکشے والے کو کرایہ بھجوا دو۔ پھر آرام سے بیٹھ کر ساری کہانی سناتی ہوں۔ اور یہ بھی بتاتی ہوں کہ کیٹی اور تھیوسانگ سے میں کہاں اور کیسے جُدا ہوئی تھی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم لوگ کمرے میں چل کر بیٹھو۔ میں رکشے والے کو کرایہ دے کر آتا ہوں۔"

جولی سانگ تو عنبر ماریا کے ساتھ ہوٹل کے خوبصورت کمرے میں چلی گئی اور ناگ نیچے آ گیا۔ رکشہ والا باہر کھڑا تھا ناگ نے اُسے کرایہ دیا اور وہ بھی کمرے میں آ گیا۔ جولی سانگ نے اِن سب دوستوں کو اپنی ساری کہانی سُنا ڈالی۔ عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تھیوسانگ اور کیٹی ہندوستان کے ساحلی شہر کالی کٹ کے ایک ویران سیاہ محل کے تہ خانے میں ہیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"لیکن وہ آج سے آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں ہیں عنبر! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے۔"

عنبر بولا۔

"یہ تو میں کبھی بھول ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر ہم میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے سیاہ محل میں چلا جائے تو وہاں تھیوسانگ اور کیٹی کا سُراغ مل سکتا ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"لیکن ہم سب وہاں کیوں نہیں چلے جاتے؟"
عنبر نے کہا۔
"ہم میں سے دو ایک کو اس شہر لاہور میں ہی رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کسی وجہ سے کیٹی اور تھیوسانگ اِس زمانے میں اسی شہر میں نکل آئیں جس طرح کہ جولی سانگ آگئی ہے۔"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"عنبر بھائی کا خیال بالکل درست ہے۔ ہم میں سے ایک دو کو اِسی شہر لاہور میں رہنا چاہیے۔ دیکھو نا! اب میں لاہور میں آئی تو اچانک مجھے تم سب کی خوشبو آگئی اور اس خوشبو کے پیچھے پیچھے میں تمہارے پاس چلی آئی۔ اسی طرح اگر اتفاق سے کیٹی اور تھیوسانگ اِدھر آنکلے تو وہ بھی ہماری خوشبو پر یہاں تک آجائیں گے۔"
ناگ کہنے لگا۔
"تو پھر فیصلہ کر لیں کہ ہندوستان کے شہر کالی کٹ کون جائے گا اور یہاں لاہور میں کون کون رہے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں جولی سانگ اور عنبر کالی کٹ چلے چلتے ہیں اور ناگ پیچھے لاہور میں ٹھہر جاتا ہے۔ یہاں تو ایک آدمی ہی کافی ہو گا کیونکہ اس کی خوشبو ہی کیٹی اور تھیو سانگ کو یہاں تک لانے کیلیے کافی ہو گی"۔

آخر یہی طے پایا کہ جولی سانگ، عنبر اور ماریا تو پاکستان سے نکل کر ہندوستان کے جنوبی شہر کالی کٹ جائیں گے اور ناگ پیچھے لاہور کے اس ہوٹل میں کیٹی اور تھیو سانگ کے انتظار میں رہے گا۔ ناگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا "ٹھیک ہے! آپ کا فیصلہ مجھے منظور ہے"۔

چنانچہ ناگ تو مال روڈ لاہور والے اس فائیو سٹار ہوٹل کے کمرے میں ہی رہ گیا اور عنبر ماریا جولی سانگ ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

آج کے زمانے میں بارڈر پار کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ لوگ تو پرانے زمانے میں بڑی آسانی سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں داخل ہو جاتے تھے۔ لیکن آج کے زمانے میں دوسرے ملک میں جانے کے لیے پاسپورٹ اور ویزے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور عنبر ناگ ماریا جولی سانگ میں سے کسی کے پاس بھی نہ تو پاسپورٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور نہ ہی ویزا تھا۔ وہ اِس جھنجھٹ میں پڑنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ اور پھر ان کا پاسپورٹ کیسے بن سکتا تھا۔ وہ تو پاکستان کے شہری بھی نہیں تھے۔

عنبر ماریا اور جولی سانگ ایک بس میں سوار ہو کر سرحد پر آ گئے۔ جولی سانگ نے کہا۔

"عنبر بھیا! ہم سرحد کیسے پار کریں گے۔ ہمارے پاس تو ویزا پاسپورٹ کچھ بھی نہیں ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ مشکل میں حل کر دوں گی۔"

جولی مسکرائی۔

"میں جانتی ہوں تم کیا کرو گی۔ تم ہمیں اپنے کاندھے پر بٹھا لو گی۔ چونکہ تم غائب ہو اس لیے تمہارے کاندھے پر بیٹھنے کے بعد ہم بھی غائب ہو جائیں گے اور یوں تم ہمیں بارڈر کے پار لے جاؤ گی۔ تم یہی کہنا چاہتی ہو نا ماریا؟"

ماریا بولی۔

"اِس سے بہتر بھلا اور کون سا طریقہ ہو سکتا ہے!"

عنبر نے کہا۔

"ہم ایسا ہی کریں گے۔ لیکن خدا کے لیے یہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری طرف چلے چلو۔ لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ کم از کم یہاں تو ہم ماریا کے کاندھے پر بیٹھ کر غائب نہیں ہو سکتے۔"

عنبر ماریا اور جولی سانگ سڑک سے اُتر کر کھیتوں میں آ کر ایک گھنے درخت کے پیچھے بیٹھ گئے۔ دور سڑک پر ذرا آگے جا کر پاکستان کی سرحد بند ہو جاتی تھی اور کچھ فاصلے پر ہندوستان کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔ ہندوستان کی سرحد پر فوجی سپاہی بندوقیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"سب سے پہلے جولی سانگ تم چلو۔ بیٹھو میرے کاندھے پر! میں تمہیں سرحد پار کرا آؤں گی۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہی ہو۔ میں تمہارے کاندھے پر کیسے بیٹھوں گی!"

ماریا نے کہا۔

"تم اپنی جگہ پر کھڑی رہو۔ میں تمہیں خود ہی اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔"

اتنا کہہ کر ماریا آگے بڑھی۔ عنبر اپنی جگہ پر بیٹھا جولی سانگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جولی سانگ اوپر کو اٹھی اور پھر غائب ہو گئی۔ عنبر سمجھ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ماریا نے اسے اپنے کاندھے پر بٹھالیا ہے۔
ماریا کی آواز آئی۔

"عنبر بھتیا! تم اسی جگہ بیٹھنا۔ میں جولی سانگ کو سرحد کے پار چھوڑ کر ابھی آتی ہوں۔"

ماریا نے جولی سانگ کو اپنے کاندھے پر بٹھالیا تھا چونکہ ماریا غائب تھی اس لیے جولی سانگ بھی اس کے کاندھے پر بیٹھتے ہی غائب ہو گئی تھی۔

ماریا زمین سے اوپر اٹھی اور اس نے فضا میں اُڑنا شروع کر دیا۔ وہ اُڑتی ہوئی درختوں کے اوپر آگئی اور پھر ہندوستان کی سرحد پار کر کے بارڈر کے دوسری طرف اڑنے لگی۔ اب وہ ملک ہندوستان کی زمین پر تھی اور درختوں کے اوپر اُڑ رہی تھی۔ جولی سانگ ماریا کے کاندھے پر بیٹھی نیچے دیکھ رہی تھی۔ زمین کافی نیچے تھی۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"اب مجھے کسی جگہ اُتار دو اور عنبر کو جا کر لے آؤ!"

ماریا نے ایک خالی جگہ دیکھی اور نیچے اتر آئی۔ یہاں اس نے جولی سانگ کو کاندھے سے اُتار دیا۔ جولی سانگ ماریا کے کاندھے سے اُترنے کے فوراً بعد نظر آنے لگی تھی۔ ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جولی! تم اِس جگہ درخت کے نیچے بیٹھو۔ میں عنبر کو لے کر آتی ہوں۔"

جولی سانگ وہیں درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور ماریا ہوا میں پرواز کر گئی۔

عنبر پاکستان کی سرزمین پر درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ اُسے ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا! تم آ گئی ہو کیا؟"

ماریا اس کے قریب آ چکی تھی۔ کہنے لگی۔

"ہاں عنبر بھیا! میں آ گئی ہوں۔ اب تم میرے کاندھے پر بیٹھنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

عنبر بولا۔

"میں تو پہلے ہی سے تیار ہوں۔"

پھر ماریا نے عنبر کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور اُسے بھی سرحد پار کرا کر ہندوستان کے ملک میں جولی سانگ کے پاس لے آئی۔ عنبر نے ماریا کو کاندھے سے اُتارا تو وہ بھی سب کو نظر آنے لگا۔ اب صرف ماریا کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ جولی سانگ اور عنبر کو سب دیکھ سکتے تھے۔ عنبر کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہمارے پاس ہندوستان کے نوٹ یعنی کرنسی نہیں ہے اور اس کی ہمیں آگے ضرورت پڑے گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"لیکن ہمارے پاس پاکستانی کرنسی تو ہے۔ ہم اس کو بدلوا لیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"مگر ہمارے پاس پاسپورٹ ویزا نہیں ہے۔ یہاں ہم کرنسی نہیں بدلوا سکتے۔ آگے امرتسر جاکر اسٹیشن کے باہر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، اُن سے بدلوا لیں گے۔"

اور وہ تینوں کھیت سے نکل کر سڑک پر آ گئے اور انھوں نے آگے ہندوستان کے پہلے شہر امرتسر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ انہیں سڑک کنارے ایک ہندو لالہ تخت پوش پر بیٹھا نظر آیا۔ اس کے آگے پاکستانی اور ہندوستانی کرنسی کا ڈھیر لگا تھا۔ عنبر نے یہاں سے پاکستانی نوٹ ہندوستانی نوٹوں میں تبدیل کروائے اور پھر وہ ایک بس میں سوار ہوکر امرتسر آ گئے۔ امرتسر سے وہ ریل گاڑی کا ٹکٹ لے کر دِلّی شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔

ماریا اُن کے ساتھ ہی ریل میں بیٹھی تھی۔ دِلّی پہنچے تو وہاں سے ایک دوسری ریل گاڑی پکڑی اور ہندوستان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنوب مغربی شہر کالی کٹ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ کالی کٹ سمندر کے کنارے ایک پرانا شہر ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں سب سے پہلے واسکوڈے گاما آیا تھا جب اس نے اپنے ملک کے لیے ہندوستان دریافت کیا تھا۔

عنبر ماریا اور جولی سانگ کالی کٹ پہنچ گئے۔ اس شہر کی عمارتیں پرانی قسم کی تھیں اور یہاں بارشیں بہت ہوتی تھیں۔ عنبر کہنے لگا۔

"سب سے پہلے ہمیں کسی اچھے سے ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لینا چاہیے۔ اس کے بعد سیاہ محل کی تلاش میں چلیں گے"۔

کالی کٹ شہر بڑا ماڈرن شہر بن چکا تھا۔ یہاں ایک ہوٹل میں عنبر اور جولی سانگ نے ایک ڈبل بیڈ کمرہ لے لیا۔ ماریا کو کمرے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ ان کے ساتھ ہی رہ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو غائب تھی اور کسی کو نظر ہی نہیں آتی تھی۔

رات انھوں نے ہوٹل کے کمرے میں گزار دی۔ دوسرے دن انھوں نے ہوٹل کے منیجر سے سیاہ محل کے بارے میں پوچھا۔ منیجر نے کہا۔

"آپ اِس سیاہ محل میں کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہم سیاح ہیں اور کالی کٹ کی ساری پرانی اور تاریخی عمارتیں دیکھنا چاہتے ہیں۔"

منیجر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے! مگر آپ سیاہ محل میں نہ ہی جائیں تو اچھا ہے کیونکہ وہاں جن بھوت رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے اندر جو کوئی گیا پھر واپس نہ آیا۔"

عنبر مسکرایا۔ کہنے لگا۔

"یہ ماڈرن اور سائنس کا زمانہ ہے۔ ہم اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ برائے مہربانی ہمیں سیاہ محل کا پتہ بتا دیں۔ ٹھیک ہے ہم سیاہ محل کے اندر نہیں جائیں گے۔ باہر سے ہی دیکھ کر آجائیں گے۔"

اس وقت جولی سانگ اور ماریا بھی عنبر کے پاس ہی کھڑی تھیں مگر ہوٹل کے منیجر کو صرف جولی سانگ ہی نظر آ رہی تھی۔ ماریا غائب تھی اس لیے وہ اُسے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ منیجر نے کہا۔

"میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ سیاہ محل کے اندر نہ جائیں اور اس سے دُور دُور ہی رہیں۔"

پھر اس نے عنبر کو سیاہ محل کا راستہ بتا دیا۔ عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولی سانگ اور ماریا نے ہوٹل سے ایک ٹیکسی لی اور سیاہ محل کے قریب آ گئے۔ ٹیکسی والے نے دُور ہی ایک سمندری چٹان کے پاس گاڑی روک دی اور کہا۔

"صاحب جی! میں آگے نہیں جاؤں گا۔ آپ یہی اُتر جائیں۔ میں سیاہ محل کے قریب گیا تو جن بھوت مجھے چمٹ جائیں گے۔"

عنبر اور جولی سانگ مسکراتے ہوئے ٹیکسی سے اُتر آئے۔ انھوں نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی سیاہ محل کی طرف چل پڑے۔ سیاہ محل انہیں دور سمندر کنارے ایک چھوٹے سے ٹیلے پر صاف نظر آرہا تھا۔ قریب جا کر انھوں نے دیکھا کہ محل بے حد خستہ اور ٹوٹا پھوٹا ہے۔ بارش کی وجہ سے محل کی دیواریں کالی پڑ گئی تھیں۔ ایک طرف سے ایک دیوار گر چکی تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"آج سے آٹھ سو سال پہلے جب میں اس محل میں آئی تھی تو یہ اتنا ٹوٹا پھوٹا نہیں تھا۔ اِسی سیاہ محل کے نیچے ایک تہ خانہ ہے وہاں تھیو سانگ اور کیٹی کو میں نے چھوڑا تھا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ماریا! تم اس پرانے محل کے اندر جاؤ اور قید خانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں جا کر دیکھو کہ وہاں تھیو سانگ اور کیٹی کا کوئی سراغ ملتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ایک بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ وہ وہاں نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی۔"

جولی سانگ نے جلدی سے کہا۔

"عنبر بھیّا! تم بھول گئے ہو کہ تھیو سانگ کی یادداشت ختم ہو چکی ہے اور کیٹی طلسم کی وجہ سے چھوٹی سی بنا دی گئی ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو ان کے جسموں سے نہیں نکل رہی۔"

عنبر نے کہا۔

"ارے ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تم دونوں یہیں ٹھہرو۔ میں سیاہ محل کے اندر تہ خانے کا چکر لگا کر آتی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"ماریا! اپنا خیال رکھنا۔"

ماریا یہ کہہ کر پرواز کر گئی کہ فکر نہ کرو۔ جولی سانگ اور عنبر وہیں ایک جگہ پتھروں پر بیٹھ گئے۔ ماریا فضا میں پرواز کرتی پراسرار سیاہ محل کی چھت پر آ گئی۔ یہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ نیچے اتر گئی۔ سیاہ محل کی سیڑھیاں تنگ و تاریک تھیں اندر مکڑیوں نے جالے بُن رکھے تھے۔ نیچے کمرے ویران پڑے تھے۔ فرش پر گرد جمی ہوئی تھی۔ چھتوں سے جالے لٹک رہے تھے۔ ایک کونے سے چمگادڑ پھڑپھڑاتی ہوئی اُڑ گئی۔ ماریا سوچنے لگی کہ یہاں تھیوسانگ اور کیٹی اُسے کہاں ملیں گے۔

وہ اوپر والے کمرے سے نیچے آ گئی۔ یہاں اسے ایک سیڑھی نیچے تہ خانے میں اترتی نظر آئی۔ ماریا سیڑھی اتر کر نیچے آ گئی۔ یہ ایک اندھیرا تہ خانہ تھا جس کا فرش گیلا ہو رہا تھا کیونکہ زمین میں سے پانی رِس رِس کر اوپر آ کر فرش کی مٹی میں جذب ہو رہا تھا۔ ماریا نے آواز دی۔

"تھیوسانگ، کیٹی! کیا تم یہاں پر موجود ہو؟ مجھے آواز دو۔ میں ماریا ہوں!"

تہ خانے میں وہی بھیانک خاموشی چھائی رہی۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا نے ایک بار پھر تھیوسانگ اور کیٹی کا نام لے کر انہیں آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ تھیوسانگ اور کیٹی آٹھ سو برس ماضی کے زمانے میں یہاں ضرور ہوں گے مگر اب وہ یہاں نہیں ہیں۔ وہ محل سے نکل کر واپس عنبر جولی سانگ کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گئی اور انھیں بتایا کہ سیاہ محل کے تہ خانے اور ویران کمرے خالی پڑے ہیں۔ وہاں نہ تھیو سانگ ہے اور نہ ہی کیٹی ہے۔ عنبر اور جولی سانگ خاموش ہو گئے۔ ماریا نے پوچھا۔

"اب کیا کرنا چاہیے ہمیں جولی سانگ؟"

جولی سانگ بولی۔

"اِنتظار! ہمیں اِنتظار کرنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ یہی وہ محل ہے جہاں میں نے کیٹی اور تھیو سانگ کو چھوڑا تھا۔ وہ آج نہیں تو کل یہاں ضرور ظاہر ہو جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"جولی سانگ کا خیال درست ہے۔ ہمیں اس شہر میں رہ کر کیٹی اور تھیو سانگ کی واپسی کا اِنتظار کرنا ہوگا۔ چلو واپس ہوٹل میں چلتے ہیں۔"

اور وہ تینوں وہاں سے اپنے ہوٹل کی طرف واپس چل پڑے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھنکارتے سانپوں کا غار

عنبر، ماریا اور جولی سانگ ہندوستان کے شہر کالی کٹ میں ہی ٹھہر گئے تا کہ وہاں رہ کر کیٹی اور تھیوسانگ کی واپسی کا انتظار کیا جائے۔ دوسری طرف ناگ اکیلا لاہور شہر کے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔

اب ہم کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف چلتے ہیں۔ یہ دونوں ساتھی اس کالی کٹ شہر کے سیاہ آسیبی محل کے الگ الگ تہ خانوں میں موجود تھے مگر آج سے آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں تھے۔ تھیوسانگ کی یادداشت غائب ہو چکی تھی اور کیٹی نچلے تہ خانے میں قید تھی۔ سانپ نے اپنی قربانی دے کر جادوگرنی کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ ایک دن تو کیٹی پر جادو کا اثر رہا مگر دوسرے دن رات کے وقت اس پر سے جادو کا اثر ختم ہو گیا اور وہ پھر سے بڑی ہو گئی۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا اور وہ قید خانے سے باہر نکل آئی۔ اس کی طاقت واپس آچکی تھی۔ چنانچہ وہ قید خانے کا دروازہ توڑ کر آسانی سے باہر آگئی تھی۔ دوسرے تہ خانے میں تھیوسانگ لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے دروازہ ٹوٹنے کی آواز سُنی تو بھاگ کر نیچے آیا۔ کیٹی اس دوران اوپر آچکی تھی۔

جونہی کیٹی کی نظر تھیوسانگ پر پڑی، وہ رُک گئی۔ وہ جانتی تھی کہ تھیوسانگ اپنی یادداشت کھو چکا ہے لیکن اس خیال سے کہ شاید اس کی یادداشت واپس آگئی ہو، اس نے تھیوسانگ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"تھیوسانگ! میں کیٹی ہوں۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟"

تھیوسانگ نے کیٹی کو بالکل نہ پہچانا۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ کیٹی قیدی ہے اور وہ دروازہ توڑ کر باہر نکل آئی ہے۔ اُس نے کیٹی کو پکڑنا چاہا، کیٹی اوپر والے کمرے کی طرف بھاگی۔ تھیوسانگ بھی اُس کے پیچھے بھاگا کیٹی سیاہ محل کی چھت پر آگئی۔

تھیوسانگ اس کی طرف لپکا۔ کیٹی محل کی چھت کے کنارے پر آگئی۔ اُس نے تھیوسانگ کو ایک بار پھر یاد دلانے کی کوشش کی کہ وہ تھیوسانگ ہے اور میں کیٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ مگر تھیوسانگ کو کچھ یاد نہیں تھا۔ وہ کیٹی کو دبوچنے کے لیے لپکا تو کیٹی نے چھت پر سے دوسری طرف سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ تھیوسانگ کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی۔ اُس نے چھت پر سے چلّا کر کہا۔

"تم بھاگ کر کہاں جاؤ گی۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ واپس آجاؤ!"

مگر کیٹی سمندر کی لہروں میں تیرتی دُور چلی گئی تھی۔ دوُر جا کر وہ سمندر سے باہر نکل آئی اور ریت پر ایک طرف چلنے لگی۔ چلتے چلتے وہ ایک کنویں کے پاس آ کر رک گئی۔ اچانک کیٹی کو اپنے جن دوست کا خیال آ گیا۔ اُس نے جن دوست کو آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ کنویں کے پاس ہی ایک چھوٹا سا مندر تھا جس میں کوئی نہ تھا۔ مندر خالی پڑا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ اسے یہاں چھت پر رات بسر کرنی چاہیے۔ دن نکلے گا تو وہ تھیوسانگ کے پاس جا کر اس کی یادداشت واپس لانے کی ایک بار پھر کوشش کرے گی۔

کیٹی مندر کے اندر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف تھیوسانگ بھی سیاہ محل کے تہ خانے میں لیٹ گیا کہ دن کے وقت کیٹی کو تلاش کرے گا۔ جب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کا ایک بجا تو کیٹی کو باہر انسانی قدموں کی آواز سُنائی دی۔ کیٹی نے مندر کی کھڑکی میں سے اندھیرے میں باہر دیکھا اندھیرا بہت زیادہ تھا مگر کیٹی کی ساری طاقتیں اس کے پاس واپس آ گئی تھیں اس لیے وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکی گھبرائی ہوئی بھاگی چلی آ رہی ہے۔ اس کے بال کھُلے تھے اور ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے پیچھے کوئی قاتل اُسے قتل کرنے کے لیے لگا ہوا ہے۔

گھبرائی ہوئی لڑکی مندر میں داخل ہو کر اسی کوٹھڑی میں آ گئی جہاں پہلے سے کیٹی بیٹھی تھی۔ اندھیرے میں اس لڑکی کو کیٹی نظر نہ آئی۔ لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"اے خُدا! میری عزت بچا لے۔ میں مرنے کو تیار ہوں مگر عزت ہاتھ سے جانے نہیں دوں گی۔ میرے خدا! میری مدد کر!"

کیٹی اس لڑکی کو اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھی وہ جلدی سے اس لڑکی کے پاس آئی اور اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ لڑکی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن! میں تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لیے میری عزت بچا لو۔ وہ خونی بدمعاش میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

کیٹی نے لڑکی کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو! خدا ہی عزت بچانے والا ہے۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گی۔"

اِتنے میں باہر سے کسی مرد کے شیطانی قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"میں جانتا ہوں تم مندر میں چھپی ہوئی ہو۔ مگر تم مجھ سے بچ نہیں سکو گی۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے آپ باہر آجاؤ۔ میں تمہیں ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر تم ایک منٹ کے اندر باہر نہ آئیں تو میں اندر آ کر تمہیں اُٹھا کر لے جاؤں گا۔"

لڑکی نے کیٹی کے ہاتھ پکڑ لیے اور گڑگڑا کر کہا۔

"خدا کے لیے مجھے اس شیطان سے بچا لو!"

کیٹی نے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

"تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں باہر جا رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر کیٹی مندر کے باہر آ گئی۔ باہر ستاروں کی دھیمی روشنی میں اس نے ایک اونچے لمبے ہٹے کٹے لمبے لمبے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ بالوں والے غنڈے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس کی سُرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ کیٹی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

ہٹے کٹے غنڈے نے کیٹی کو دیکھا تو بولا۔

"تم ــــ تم کون ہو؟ بملا کہاں ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"میں بملا کی بہن ہوں۔ میں تمہیں یہ کہنے آئی ہوں کہ کسی شریف لڑکی کو پریشان کرنا اچھی بات نہیں۔ یہ گناہ ہے۔ بہتر ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ خدا تمہیں معاف کر دے گا۔"

غنڈے نے ایک قہقہہ لگایا اور بڑے غرور سے بولا۔

"تم کون ہوتی ہو مجھے نصیحت کرنے والی! ہٹ جاؤ میرے راستے سے، ورنہ میں بملا کے ساتھ تمہیں بھی بے عزت کر دوں گا۔"

کیٹی نے ایک بار پھر کہا۔

"میں تمہیں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ واپس چلے جاؤ اور ایک شریف لڑکی کو پریشان نہ کرو۔"

اب تو غنڈے کو سخت غصہ آگیا۔ وہ دو قدم آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑھا اور اس نے تلوار والا ہاتھ اُوپر اٹھایا اور بولا۔

"اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"اِس کا مطلب ہے کہ تم نہیں مانو گے!"

غنڈے کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اس نے طیش میں آکر تلوار کا بھرپور ہاتھ کیٹی کے کاندھے پر مارا۔ تلوار کیٹی کے جسم میں کھُب گئی۔ کیٹی نے کوئی چیخ نہ ماری۔ تلوار اس کے جسم میں کھُب گئی تھی۔ غنڈہ کچھ حیران سا ہوا کہ یہ کیسی عورت ہے کہ اس پر تلوار کے وار کا اثر نہیں ہوا!

کیٹی نے اپنے جسم میں سے تلوار نکال کر پھینک دی اور غنڈے سے کہا۔

"تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مجھ پر تمہاری تلوار کے وار کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اب میں وار کر رہی ہوں۔"

کیٹی زمین پر سے اچھلی اور غنڈے کو پوری طاقت سے دونوں پاؤں کی اتنی زور سے ٹھوکر یعنی کِک ماری کہ لمبا چوڑا مضبوط جسم والا غنڈہ دوہرا ہو کر دیوار کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹکرایا اور پھر ایسا زمین پر گرا کہ پھر نہ اُٹھ سکا۔ کیٹی کے بھرپور وار کو وہ بھلا کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ کیٹی نے غنڈے کی لاش کو دیکھا۔ وہ مر چکا تھا اور اس کی کمر کی ہڈی چار پانچ جگہوں سے ٹوٹ گئی تھی۔ کیٹی نے لڑکی کو کوٹھڑی سے بلا کر غنڈے کی لاش دکھائی اور کہا۔

"خدا نے تمہاری عزت بچالی ہے بملا!"

بملا تو کیٹی کے پاؤں پر گر پڑی۔

"میں تمہارا شکریہ کس زبان سے ادا کروں بہن! تم نے عین وقت پر آکر مجھے بچالیا!"

کیٹی نے کہا۔

"چلو میں تمہارے گھر چھوڑ آؤں تمہیں!"

بملا کہنے لگی۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ بہن!"

کیٹی نے بملا کو ساتھ لیا اور اس کے گاؤں کی طرف چل پڑی۔ بملا کا گاؤں جنگل کے پار دوسری طرف ایک ٹیلے کے پاس تھا۔ بملا کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے کیٹی جنگل میں واپس آرہی تھی کہ راستے میں ایک جھونپڑے کے قریب سے گزری۔ اُس جھونپڑے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا جل رہا تھا۔ کیٹی نے کوئی خیال نہ کیا اور اس کے قریب سے گزر گئی۔

اِس جھونپڑے میں ایک سپیرا اپنے سانپوں کو دودھ پلا رہا تھا۔ جونہی کیٹی جھونپڑے کے قریب سے گزری، سانپوں کو ناگ دیوتا کی وہ ہلکی خوشبو آئی جو کیٹی کے جسم سے نکل رہی تھی۔ سانپ بے چین ہو گئے اور باہر کو نکلنے کے لیے لپکے۔ سپیرے نے بڑی مشکل سے سانپوں کو قابو میں کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ باہر ضرور کوئی ایسا انسان گزرا ہے جس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ سپیرا جانتا تھا کہ سانپ صرف ناگ دیوتا کی خوشبو سے ہی بے تاب ہوتے ہیں۔ سپیرے نے سانپوں کو پٹاری میں بند کر دیا اور خود جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اندھیرے میں اُسے ایک انسانی سایہ درختوں کی طرف جاتا نظر آیا۔

سپیرا چوکس ہو کر اس کا پیچھا کرنے لگا۔ یہ کیٹی تھی جو آگے آگے جا رہی تھی۔ سپیرا کیٹی کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی جیب میں ایک چھوٹا سنگچور سانپ تھا جس کے ڈسنے سے اِنسان پانی نہیں مانگتا۔ سپیرے کے پاس ایک منکا تھا جس کی مدد سے وہ سانپ کے ڈسے ہوئے اِنسان کی جان بچا سکتا تھا۔ اُس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچا کہ وہ کیٹی کو اپنے سنگچور سانپ سے ڈسوا کر بے ہوش کر دے گا اور پھر اس کی مشکیں کس دے گا اور منکے کی مدد سے اُسے دوبارہ زندہ کرنے کے بعد اپنا غلام بنا لے گا۔

سپیرے نے کیٹی کے قریب جا کر سنگچور سانپ کو جیب سے نکال کر کیٹی کی طرف اُچھالا۔ سانپ اُنگلی کے سائز کا تھا۔ وہ کیٹی کے آگے جا کر گرا۔ سنگچور سانپ نے بھی ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی جو کیٹی کے جسم سے آ رہی تھی۔ سانپ بھلا اُسے کیسے کاٹ سکتا تھا۔ سانپ کیٹی کے سامنے گرتے ہی اٹھا اور اَدب سے سر جھکا کر بولا۔

"اے عظیم ناگ دیوتا! میں تمہیں سلام کرتا ہوں"۔

کیٹی رُک گئی۔ سپیرا دُور کر ایک درخت کے پیچھے چھپا دیکھ رہا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ سانپ کیٹی کو ڈسے اور وہ بھاگ کر اس کی مشکیں کس ڈالے۔ کیٹی نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ ناگ دیوتا کی دوست اور بہن ہوں"۔

سنگچور سانپ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن کو میرا اسلام۔ سپیرے نے مجھے تمہیں ڈسنے کے لیے پھینکا ہے۔ مگر میں یہ گستاخی کیسے کر سکتا ہوں؟"

کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسے اندھیرے میں ایک اِنسانی سایہ درخت کے پیچھے دکھائی دیا۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"جاؤ واپس اپنے سپیرے کے پاس چلے جاؤ!"

سانپ نے سلام کیا اور واپس چلا۔ کیٹی آگے روانہ ہو گئی۔ جب سپیرے نے دیکھا کہ سانپ کیٹی کو ڈسے بغیر واپس آ گیا ہے تو سمجھ گیا کہ ناگ دیوتا کی خوشبو کا اِس چھوٹے سنگچور سانپ پر بھی اثر ہو گیا ہے۔ اس نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور کیٹی کا تعاقب کرنے لگا۔ اب وہ اُسے زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کیٹی محض ایک کمزور عورت ہے اور وہ بہت جلد اُس کے قابو میں آ جائے گی۔

کیٹی جب جنگل کے کنارے پہنچی تو اچانک پیچھے سے سپیرے نے اس پر حملہ کر دیا۔ کیٹی اس حملے کے لیے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ نیچے گر پڑی۔ سپیرے نے کیٹی کے بازو مروڑ کر پیچھے کیے اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم اب میرے قابو میں ہو۔ میں جانتا ہوں تم ناگ دیوتا نہیں ہو کیونکہ ناگ دیوتا ایک عورت نہیں ہے۔ تم نے ضرور ناگ دیوتا کی خوشبو اپنے جسم پر لگا رکھی ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ میں تمہیں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا جب تک تم مجھے ناگ دیوتا کا پتہ نہیں بتاؤ گی۔"

کیٹی نہیں چاہتی تھی کہ اِس سپیرے کی جان لے۔ اُس نے بڑے اَخلاق سے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو! میں نہیں جانتی کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔"

سپیرا بولا۔

"تم بکواس کرتی ہو۔ تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو کیسے آ رہی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"اِس لیے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں!"

سپیرے نے ایک قہقہہ لگایا۔

"یہ تمہارا ایک اور جھوٹ ہے۔ چلو میں مان لیتا ہوں کہ تم ناگ دیوتا کی بہن ہو۔ پھر مجھے بتاؤ کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے بڑے سکون سے کہا۔

"تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ میرا بازو چھوڑ دو۔ میں بڑی آسانی سے اپنا بازو چھڑا سکتی ہوں۔ مگر میں تمہیں موقع دینا چاہتی ہوں کہ تم خود میرے بازو چھوڑ دو اور مجھ سے معافی مانگو کیونکہ تم نے ایک خاتون کی بے عزتی کی ہے۔"

سپیرے نے ایک اور قہقہہ لگایا اور بولا۔

"دیکھتا ہوں تمہیں مجھ سے کون بچاتا ہے!"

سانپ سپیرے کی جیب میں تڑپ اٹھا۔ اُس نے جیب کے اندر ہی سپیرے کو ڈس لیا۔ سپیرے کو جب معلوم ہوا کہ سانپ نے اسے ڈس لیا ہے تو اُس نے جلدی سے منکا اپنے مُنہ میں رکھ لیا جس سے سانپ کے زہر کا اثر زائل ہو گیا۔

مگر اَب کیٹی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اُس نے ایک ہلکا سا جھٹکا دے کر اپنے دونوں بازو سپیرے کی گرفت سے چھُڑا لیے اور پھر سپیرے کو گردن سے پکڑ کر اوپر کو اچھالا۔ سپیرے کا جسم گیند کی طرح ایک دَم زمین سے اُچھلا اور اُوپر درخت کے تنے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ سپیرے کا سر پھٹ گیا اور خون کا فوارا اُچھل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑا۔

سانپ اس کی جیب سے باہر نکل آیا۔ کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"سپیرے کے منہ سے منکا نکال لاؤ"۔

سنگچور سانپ تیزی سے سپیرے کے منہ میں گھس گیا اور منکا نکال کر باہر پھینک دیا۔ منکے کے باہر نکلتے ہی سپیرے کا جسم سبز ہو گیا اور پھر پانی بن کر بہنے لگا۔ کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"میں سیاہ محل کی طرف جا رہی ہوں۔ اس بدمعاش کو اپنے گناہ کی سزا مل گئی۔ تم واپس جھونپڑی میں چلے جاؤ۔"

سنگچور سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! میرے دوسرے سانپ تمہیں دیکھنے کو بے تاب ہیں۔ کیا تم ان سے نہیں ملو گی؟"

کیٹی نے سوچا کہ اسے کوئی کام تو ہے نہیں چلو ان سانپوں سے ہی ملاقات کر لیتی ہوں۔ سانپ بھی خوش ہو جائیں گے۔ کیٹی نے سنگچور سانپ سے کہا۔

"چلو، میں سانپوں سے مل لیتی ہوں"۔

سنگچور سانپ بڑا خوش ہوا اور کیٹی کو لے کر جھونپڑے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگیا۔ جھونپڑے میں دو پٹارے تھے۔ دونوں میں سانپ بند تھے اور باہر نکلنے کو بے چین تھے۔ انہیں ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو آ رہی تھی۔ کیٹی نے سانپوں کی پٹاریاں کھول دیں۔ اِن میں سے چھ سانپ باہر نکل آئے۔ باہر نکلتے ہی انھوں نے بڑے ادب سے کیٹی کو سلام کیا۔ کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں میرے جسم سے اس لیے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے کہ میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔"

سانپوں نے کہا کہ ہمیں ناگ دیوتا کی بہن سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے! ایک نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! ہم تمہاری کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"

کیٹی نے کہا۔

"تم میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ بس تم سے مل لیا، خوشی ہو گئی۔ اب میں چلتی ہوں۔"

ایک بوڑھے سانپ نے سَر اُٹھا کر کہا۔

"بیٹی! اگر تمہاری کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔ شاید میں تمہارے کوئی کام آ سکوں۔"

کیٹی نے بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا۔ پھر پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم میری کیا خدمت کر سکو گے ؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"تم بتاؤ تو سہی بیٹی ؟"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر سُنو! یہاں قریب ہی ایک سیاہ آسیبی محل ہے وہاں میرا اور ناگ دیوتا کا ایک بھائی ایسی حالت میں پڑا ہے کہ جادو کی وجہ سے اس کی یادداشت غائب ہو چکی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے کہ میرے بھائی تھیوسانگ کی یادداشت واپس آجائے ؟"

بوڑھا سانپ خاموشی سے کیٹی کی طرف دیکھتا رہا۔

پھر بولا۔

"بیٹی! یہ تو بڑی معمولی بات ہے۔ میرے زہر میں یہ تاثیر ہے کہ وہ دماغ کے خلیوں کو واپس اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ چلو تم مجھے اپنے بھائی تھیوسانگ کے پاس لے چلو۔"

کیٹی نے کہا۔

"لیکن وہ تمہیں اپنے قریب نہیں آنے دے گا۔ اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا تو ہو سکتا ہے وہ تمہیں مار ڈالے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔
"یہ کام میرا ہے بیٹی! تم یہ مجھ پر چھوڑ دو اور مجھے تھیو سانگ کے پاس لے چلو"
کیٹی نے بوڑھے سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالا اور سیاہ محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ رات اسی طرح کالی تھی۔ جنگل سے نکل کر کیٹی نے بوڑھے سانپ کو دور ٹیلے کے پاس سیاہ محل دکھایا اور کہا۔
"اس محل کے اندر تہہ خانے میں تھیو سانگ موجود ہے۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں آرہی۔ کیونکہ اس کی یادداشت غائب ہے اور اس کی طاقت بھی ختم ہو چکی ہے۔"
بوڑھے سانپ نے کہا۔
"بیٹی! تم مجھے اس کا حلیہ بتا دو۔ باقی سارا کام میں خود کر لوں گا۔"
کیٹی نے بوڑھے سانپ کو تھیو سانگ کا حلیہ بتایا اور سانپ کو چھوڑ دیا۔ بوڑھا سانپ تیزی سے گھاس میں رینگتا سیاہ محل کی ڈیوڑھی میں پہنچ گیا۔ ڈیوڑھی میں اندھیرا تھا لیکن سانپ کو اندھیرے میں بھی نظر آجاتا ہے۔ بوڑھے سانپ نے زبان باہر نکال کر فضا میں سونگھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے ایک طرف سے انسانی جسم کی بُو آتی محسوس ہوئی۔ بُوڑھا سانپ اُسی طرف رینگنے لگا۔

اس وقت تھیو سانگ اپنے تہ خانے میں تخت پر لیٹا تھا۔ اتنے میں سانپ تہ خانے میں داخل ہو گیا۔ تھیو سانگ کو کچھ پتہ نہ چلا۔ وہ اسی طرح تخت پر لیٹا رہا۔ سانپ نے تھیو سانگ کو اندھیرے میں پہچان لیا تھا کہ یہی تھیو سانگ ہے۔

سانپ اندھیرے میں رینگتا ہوا تخت کے قریب آ گیا۔ وہ تھیو سانگ کے پاؤں کی طرف تھا۔ سانپ نے آہستہ سے اپنا منہ اوپر اُٹھایا اور پھن کھول لیا۔ پھن کے کھلتے ہی اس نے تیزی سے تھیو سانگ کے پاؤں پر ڈس لیا۔

تھیو سانگ بجلی کی طرح تڑپ کر اُٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اُسے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ وہ سانپ کو تلاش کرنے لگا مگر بوڑھا سانپ تہ خانے سے نکل چکا تھا۔ تھیو سانگ باہر کو بھاگا کہ سانپ کو ہلاک کرے۔ باہر آتے ہی اس پر زہر نے اثر کرنا شروع کر دیا۔

تھیو سانگ مرک گیا۔ اُس نے اپنا سر پکڑ لیا۔ اُس کا سر چکرانے لگا تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اس کے سر سے چکر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غائب ہو گئے۔ سانپ کے زہر نے تھیو سانگ کے دماغ کے خلیوں کو دوبارہ اس کی پہلے والی حالت دے دی تھی۔ اس کی یادداشت واپس آ گئی۔ یادداشت کے واپس آتے ہی اُسے سب سے پہلی جو خوشبو آئی وہ کیٹی کی تھی۔

تھیو سانگ دوڑ کر محل سے باہر نکل آیا۔ کیٹی سیاہ محل کے سامنے ایک پتھر کے پیچھے بیٹھی سیاہ محل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جونہی اس نے تھیو سانگ کو باہر نکلتے دیکھا تو اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ یادداشت کے واپس آتے ہی اس کی ساری طاقت بھی واپس آ گئی تھی۔ اس نے اندھیرے میں بھی کیٹی کو پہچان لیا۔ اُس نے آواز دی۔

"کیٹی بہن! میں تھیو سانگ ہوں۔"

کیٹی بھاگ کر تھیو سانگ کے پاس گئی۔ تھیو سانگ بولا۔

"مجھے کیا ہو گیا تھا کیٹی؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ بہرحال تمہاری یادداشت گم ہو گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری یادداشت واپس آ گئی۔"

اتنے میں بوڑھا سانپ بھی سامنے آ گیا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اِس سانپ نے مجھے کاٹا تھا۔"

کیٹی نے کہا۔

"اِسی کے کاٹنے کی وجہ سے تمہاری یادداشت واپس آئی ہے۔ ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"

سانپ بولا۔

"تم ناگ دیوتا کے بھائی اور دوست ہو۔ تمہاری مدد کرنا میرا فرض تھا جو میں نے ادا کر دیا۔"

تھیو سانگ بولا۔

"کیٹی! عنبر ناگ، ماریا اور جولی سانگ کا کچھ پتہ چلا کہ وہ کہاں ہیں؟"

کیٹی کہنے لگی۔

"نہیں تھیو سانگ! اُن کا کچھ پتہ نہیں۔ ان کی خوشبو بھی تو کسی طرف سے نہیں آ رہی۔"

تھیو سانگ نے سانپ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے بزرگ سانپ! کیا تم اپنے تجربے کی وجہ سے بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اِس وقت کہاں ہو گا؟

بُوڑھا سانپ بولا۔

"مجھے تم دونوں میں سے ناگ دیوتا کی دِھیمی دِھیمی خوشبو آ رہی ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ ناگ دیوتا خود کہاں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی اور تھیو سانگ وہیں بیٹھ گئے تھے۔ کیٹی نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"ناگ دیوتا سے بچھڑے ایک مدت ہو گئی ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ کاش ہمیں کوئی ان کے بارے میں بتا سکتا!"

بوڑھا سانپ خاموش تھا۔ جب کیٹی کے منہ سے نکلا کہ کاش کوئی انہیں ناگ دیوتا کے بارے میں بتا سکتا کہ وہ کہاں ہے تو بوڑھے سانپ کو چانکی جوتشی کا خیال آگیا جو سانپوں کا اُستاد بھی تھا اور ایک ماہر جوتش بھی تھا۔ بوڑھا سانپ اس جوتشی چانکی کے پاس دو برس گزار چکا تھا۔ اس نے تھیو سانگ سے کہا۔

تھیو سانگ بھائی! ایک طریقہ ہے ناگ دیوتا کے سراغ لگانے کا"

تھیو سانگ اور کیٹی نے چونک کر بوڑھے سانپ کی طرف دیکھا اور ایک ہی وقت میں پوچھا۔

"وہ کیا؟ جلدی بتاؤ ہمیں!"

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"یہاں سے جنوب میں ایک کالا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں ایک تاریک غار ہے۔ اس غار میں بڑے زہریلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں سوائے جانکی جوتشی کے دوسرا کوئی انسان اس غار میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکا کیونکہ دن کے وقت بھی اس غار کے اندر سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔"

کیپٹن نے پوچھا۔

"اِس غار میں کیا ہے؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"اُس غار میں جانکی نام کے ایک ہندو جوتشی نے اپنے علمِ جوتش کی مدد سے ایک ایسا زائچہ تیار کر کے رکھا ہوا ہے جس میں آنے والے ایک ہزار برس کے سارے واقعات درج ہیں۔"

کیپٹن نے کہا۔

"اِس سے کیا ہوگا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"اِس زائچے کے واقعات سے ناگ کا پتہ کیسے چل سکے گا؟"

بوڑھا سانپ بولا۔

"آپ لوگ مجھے پوری بات کر لینے دیں تو بہتر ہو گا۔ میں کہ رہا تھا کہ اِس زائچے کے اندر آنے والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک ہزار برس کے سارے واقعات اشاروں کی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ زائچہ ہرن کی کھال پر بنایا گیا ہے۔ میں اس زائچے کو دیکھ کر ناگ دیوتا کا پتہ چلا سکتا ہوں کیونکہ زائچہ مجھے ناگ دیوتا کا پتہ بتا دے گا۔"

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے کہا۔

"تو پھر چلو! اِس سانپوں کے غار میں چلتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے چلنے سے پہلے بوڑھے سانپ سے پوچھا۔

"کیا وہ چانگی جوتشی بھی وہاں ہو گا؟"

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"نہیں! وہ رات کے وقت سانپوں کے غار میں نہیں بلکہ وہاں سے دور اپنے مکان میں سوتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے مکان پر ہی ہو گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر جلدی چلو!"

بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیوسانگ کو لے کر جنگل میں سانپوں کے غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ جنگل سے نکلنے کے بعد انہیں دُور ایک پہاڑ نظر آیا۔ وہ اِس پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہاں بوڑھا سانپ ان دونوں کو سانپوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے غار کے منہ پر لے آیا۔ تھیو سانگ اور کیٹی نے غار کو دیکھا۔ وہاں گہرا اندھیرا تھا اور اندر سے سانپوں کے پھنکارنے کی دہشت ناک آوازیں آرہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں غار میں سے بے شمار چھوٹے بڑے سانپ نکلنے لگے۔ ان سب سانپوں کو ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آنے لگی تھی۔ سارے سانپ کیٹی اور تھیو سانگ کے سامنے آکر ادب سے سلام کر کے کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ کیٹی نے سانپوں کی زبان میں ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"اے سانپو! میں اور میرا دوست ناگ دیوتا کے بہن بھائی ہیں۔ اسی لیے ہمارے جسموں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے۔ ہم ناگ دیوتا کی تلاش میں ہیں اور اس غار میں وہ زائچہ دیکھنے آئے ہیں جو چانگی جوتشی نے ہرن کی کھال پر بنا کر اندر رکھا ہوا ہے۔"

تمام سانپ ایک ہی زبان میں بولے۔

"تشریف لائیے! ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ کو ناگ دیوتا کا سراغ مل جائے گا۔"

بوڑھے سانپ نے کیٹی اور تھیو سانگ کو ساتھ لیا اور وہ سانپوں کے غار میں داخل ہو گئے۔ غار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں گھپ اندھیرا تھا۔ بوڑھا سانپ آگے تھا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اس کے پیچھے تھے۔ باقی سارے سانپ ان سب کے پیچھے رینگتے ہوئے چلے آرہے تھے۔ غار میں دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک کھلی جگہ آگئی۔ یہاں ایک مشعل دیوار میں جل رہی تھی۔ اس کی روشنی میں کیٹی اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ درمیان میں ایک چبوترہ ہے جس کے اُوپر پتھر کی سِل پر ایک صندوقچی پڑی ہے۔

بوڑھے سانپ نے کہا۔

"اِس صندوقچی میں چانگی کا زائچہ ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوپڑیوں کے چراغ

تھیوسانگ نے صندوقچی کھول دی۔
صندوقچی کے اندر ریشمی ڈوری میں لپٹا ہوا ہرن کی کھال کا زائچہ رکھا تھا۔ تھیوسانگ نے زائچے کو کھولا۔ کیٹی بھی اسے غور سے دیکھنے لگی۔ ہرن کی کھال پر لال اور سیاہ رنگ کی بے شمار تحریریں، تکونے اور چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ تیر کے نشان بھی تھے اور پرانی عبرانی زبان میں تحریر بھی لکھی ہوئی تھی۔
تھیوسانگ اور کیٹی زائچے کا غور سے مطالعہ کرنے لگے۔ سانپ کنڈلیاں مارے غار میں ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش بیٹھے تھے۔ بوڑھا سانپ بھی چبوترے پر کنڈلی مارے چپ بیٹھا تھا۔ کیٹی نے زائچے والے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
"یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں یعنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالی کٹ کا شہر۔"

تھیوسانگ نے غور سے اس چھوٹے سے دائرے کو دیکھا جس میں کالی کٹ کا نام لکھا تھا۔ اُس نے کہا۔

"یہ سَن کون سا آگے لکھا ہوا ہے؟"

کیٹی نے جُھک کر پڑھا اور بولی۔

"یہ آج سے آٹھ سَو برس بعد کا سَن ہے تھیوسانگ! اس کا مطلب ہے کہ آج سے آٹھ سو برس بعد اسی جگہ کا نقشہ زائچے میں دیا گیا ہے۔"

بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"اب اس دائرے کا نمبر یاد رکھیں اور اس زائچے کے پیچھے اسی نمبر کی تحریر پڑھیں۔"

یہ ایک نئی بات سانپ نے بتائی تھی۔ تھیوسانگ نے زائچے کو اُلٹ کر پیچھے دیکھا۔ زائچے کے پیچھے بہت ہی باریک لفظوں میں کتنی ہی سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ہر سطر پر ایک نمبر لگا تھا۔ جب تھیوسانگ نے کالی کٹ کے دائرے والے نمبر کو دیکھا تو اس کے آگے ایک سطر لکھی تھی۔

"آٹھ سو سال بعد اِسی شہر میں سانپوں کے دیوتا ناگ دیوتا کے ساتھی آئیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی اور تھیو سانگ نے جب یہ تحریر پڑھی تو اُن کے چہرے خوشی سے کھِل اُٹھے۔ تھیو سانگ بولا۔

"اُس کا مطلب ہے کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ آج سے آٹھ سو سال بعد کے ہندوستان کے اِسی شہر کالی کٹ میں ہیں۔"

کیٹی خوشی سے کپکپاتی آواز میں بولی۔

"ہاں تھیو سانگ! اس میں یہی لکھا ہے۔"

بُوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"میں نہ کہتا تھا کہ اس زائچے سے آپ کو ناگ دیوتا کا سُراغ مِل جائے گا اور اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ ناگ دیوتا آج سے آٹھ سو برس بعد کے زمانے میں جا چکا ہے اور اسی شہر کالی کٹ میں ہے۔"

تھیو سانگ نے زائچے کی تحریر کو ایک بار پھر پڑھا اور زائچے کو لپیٹ کر صندوق میں رکھ کر صندوق بند کر دیا۔

"کیٹی! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ آٹھ سو برس بعد آگے کے زمانے کے ملک ہندوستان کے اِسی شہر میں ہیں لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم آٹھ سو سال آگے کے زمانے میں کیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں!"

کیٹی نے بُوڑھے سانپ کی طرف دیکھا اور پُوچھا۔

"اے بزرگ سانپ! کیا کسی طریقہ سے ہم آج سے آٹھ سو برس بعد کے زمانے میں جا سکتے ہیں؟"

بوڑھا سانپ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر پھَن اُٹھا کر بولا۔

"اس کے لیے مجھے چانگی جوتشی سے پُوچھنا ہوگا مگر آپ لوگ میرے ساتھ اس کے پاس نہیں جائیں گے۔ میں اکیلا ہی اس کے پاس جا کر یہ راز معلوم کروں گا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بوڑھے سانپ کے ساتھ غار سے باہر آ گئے۔ غار کے سانپوں نے ادب سے تھیوسانگ اور کیٹی کو سلام کیا اور واپس غار میں چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی غار میں سے سانپوں کے پھنکارنے کی آوازیں شروع ہو گئیں۔ بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیوسانگ کو جنگل میں سپیرے کی جھونپڑی میں لے آیا۔

اب صبح ہونے والی تھی۔ بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"آپ لوگ اسی جھونپڑی میں ٹھہریں۔ میں اکیلا جوتشی چانگی کے مکان پر جاتا ہوں۔ وہ ہماری زبان جانتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس اگلے زمانے میں جانے کا راز ضرور ہوگا۔ میں اس راز کو معلوم کرنے کی کوشش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروں گا۔"

یہ کہہ کر بوڑھا سانپ جھونپڑی سے نکل کر جوتشی چانکی کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اِس وقت جوتشی چانکی اپنے مکان کے صحن میں تخت پوش پر ہرن کی کھال بچھائے چڑھتے سورج کی پوجا کر رہا تھا۔ بوڑھا سانپ ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جب جوتشی پوجا کر چکا تو اس نے بوڑھے سانپ کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھا اور پوچھا۔

"کیوں بھئی، کیا بات ہے؟ آج تم سویرے سویرے میرے پاس کیسے آ گئے؟"

بوڑھا سانپ چانکی کے قریب چلا گیا۔ اُس نے پھن سو تین بار جھکا کر اُسے سلام کیا اور کہنے لگا۔

"گورو! اب میں اپنی جھونپڑی میں نہیں جاؤں گا۔" چانکی نے تعجب سے پوچھا۔

"کیوں، کیا بات ہے؟ کیا کوئی جھگڑا ہو گیا ہے پھر؟" بوڑھا سانپ ایک پوری سکیم سوچ کر آیا تھا۔ کہنے لگا۔

"جھگڑا نہیں ہو گا تو کیا ہو گا۔ چھوٹی عمر کے نوجوان سانپ ہیں اور مجھ سے بحث کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی آج کے زمانے سے نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر آج سے چار پانچ سو سال بعد کے زمانے میں پہنچ جائے۔
میں نے کہا میرے گورو چانگی کے پاس اتنی طاقت ہے۔
کہنے لگے ہم نہیں مانتے۔ بس میری ان سے لڑائی ہو گئی
ہے۔ اب میں اُن کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

چانگی ہنس دیا۔ بولا۔

"تم ہمیشہ جھگڑتے رہتے ہو۔"

بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"لیکن میں نے کوئی جھوٹ تھوڑے بولا ہے۔ کیا تم آدمی کو اگلے زمانے میں پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے؟ پھر یہ سانپ میرے مُنہ کیوں تکتے ہیں۔"

چانگی نے کہا۔

"بس بس! اب لڑائی جھگڑا بند کرو اور اپنی جھونپڑی میں جاؤ۔"

بوڑھے سانپ نے چانگی کے قریب ہو کر کہا۔

"گورو! ایک بات ہے۔ کبھی کبھی مجھے بھی یقین نہیں آتا کہ آدمی آج کے زمانے سے نکل کر اگلے زمانے میں پہنچ سکتا ہے۔ کیا سچ مچ تم ایسا کر سکتے ہو۔ اگر کر سکتے ہو تو کیسے کرتے ہو؟ مجھے بھی بتاؤ۔ آخر میں تمہارا پُرانا نوکر ہوں۔ تمہاری بڑی خدمت کی ہے میں نے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چانگی مسکراتے ہوئے بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اچھا ذرا ٹھہرو! میں تمہیں آج یہ راز بھی بتا دوں گا۔ مگر کسی کے آگے اس کا ذکر تو نہیں کروگے نا؟"

بُوڑھے سانپ نے کہا۔

"بالکل نہیں گورو! میں کسی سے بھلا ذکر کیوں کرنے لگا؟ تمہارے کئی راز ابھی تک میرے سینے میں بند پڑے ہیں۔"

چانگی بولا۔

"تھوڑی دیر ٹھہرو!"

جوتشی چانگی کچھ دیر چبوترے پر بیٹھا اشلوک پڑھتا رہا۔ جب اُس نے سارے کام کر لیے تو بوڑھے سانپ کو اٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لیا اور بولا۔

"چلو آج یہ راز بھی تمہیں بتائے دیتا ہوں۔"

جوتشی چانگی بوڑھے سانپ کو لے کر اپنے مکان سے نکلا اور جنگل میں ایک پُرانے مندر میں آگیا۔ اِس مندر کے نیچے ایک تہ خانہ تھا۔ تہ خانے میں ایک لالٹین روشن تھی۔ بوڑھے سانپ نے دیکھا کہ وہاں دیوار کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک گول لوہے کا پہیہ لگا ہوا ہے جس پر بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ چانکی نے بوڑھے سانپ کو بتایا۔

"یہ وہ چکر ہے جو آدمی کو اگلے یا پچھلے زمانے میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ دیکھو، دیوار پر اگلے اور پچھلے زمانے کے سَن لکھے ہوئے ہیں۔ آدمی کو جس زمانے میں جانا ہو میں اس سُوئی کو اس زمانے کے سَن پر کر دیتا ہوں اور پھر چکر کو گھماتا ہوں۔ پہیہ جب اِس سن کے نشان تک پہنچتا ہے تو وہ اُس زمانے میں پہنچ جاتا ہے جس کا سَن دیوار پر لکھا ہوتا ہے۔ کیا تم کسی زمانے میں جانا چاہتے ہو؟"

بوڑھے سانپ کو جو کچھ معلوم کرنا تھا اُسے وہ معلوم ہو گیا تھا۔ جلدی سے بولا۔

"گورو! میں تو ساری عمر تمہاری خدمت میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں چھوڑ کر کیوں جاؤں"۔

چانکی نے کہا۔

"اَب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں یہ راز جانتا ہوں۔ اب کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرنا"۔

سانپ نے کہا۔

"میں کیوں کسی سے ذکر کروں۔ اب مجھے یقین ہو گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے کہ تم اِس دنیا کے سب سے بڑے لائق گورو ہو۔ تمہارا کہیں کوئی مقابلہ نہیں ہے!"

چانگمی بوڑھے سانپ کو لے کر واپس اپنے مکان پر آگیا بوڑھے سانپ نے اجازت لی اور واپس اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔ جھونپڑی میں تھیوسانگ اور کیٹی اس کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ بوڑھے سانپ کو آتا دیکھ کر کیٹی نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"کیا کچھ پتہ چلا؟"

بوڑھا سانپ کہنے لگا۔

"سب پتہ چل گیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ!"

وہ جھونپڑی سے نکلے اور جنگل میں آگئے۔ یہاں بوڑھے سانپ نے تھیوسانگ اور کیٹی کو بتایا کہ اُسے اگلے زمانے میں جانے کا راز معلوم ہو گیا ہے۔ تھیوسانگ اور کیٹی بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

"تو پھر ہمیں وہیں لے چلو۔ ہم ابھی اسی وقت ناگ دیوتا کے پاس جانا چاہتے ہیں!"

بوڑھا سانپ کیٹی اور تھیوسانگ کو جنگل والے پرانے مندر میں لے آیا۔ تہ خانے میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے بہت بڑے لوہے کے چکر کو دیکھ کر کیٹی نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا یہی وہ چکر ہے ؟"
بوڑھے سانپ نے کہا۔

"ہاں بیٹی! جانکی نے مجھے اِسی پہیّے کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کے ذریعے اِنسان اگلے یا پچھلے زمانے میں پہنچ جاتا ہے"

پھر بوڑھے سانپ نے انہیں ساری ترکیب بیان کر دی۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے! ہم اسے ابھی آزما کر دیکھ لیتے ہیں"۔ تھیو سانگ نے سوئی کے نشان کو آٹھ سو سال آگے کر کے وہاں ۲۸۰۰ء کا سن بنا دیا۔ پھر کیٹی سے کہا۔

"اِس جگہ میرے ساتھ بیٹھ جاؤ"

کیٹی اور تھیو سانگ پہیّے میں بنی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ کیٹی نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"بابا! اگر ہم سچ مچ اگلے زمانے میں چلے گئے تو ناگ دیوتا کو میں بتا دوں گی کہ تم نے ہماری مدد کی تھی"۔

تھیو سانگ بولا۔

"میں بھی تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ ترکیب کامیاب بھی ہوتی ہے یا نہیں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے سانپ نے کہا۔
"تم پہیے کو چلاؤ۔ ترکیب ضرور کامیاب ہوگی:"
تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے آہستہ سے پہیے کو گھما دیا۔ لوہے کا بڑا پہیہ آہستہ آہستہ گھومتا دیوار پر بنے سن ۱۹۸۸ء کے پاس آکر رُک گیا۔ تھیوسانگ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ترکیب کامیاب ہوگی۔ لیکن ۱۹۸۸ء کے سن کے نشان پر پہنچتے ہی پہیے کو ایک جھٹکا لگا، بجلی سی چمکی، بادل گرجے، تہ خانے میں روشنی کا غبار سا چمک گیا۔ اور بوڑھے سانپ نے دیکھا کہ پہیہ غائب تھا تھیوسانگ اور کیٹی غائب ہو چکے تھے۔ بوڑھے سانپ نے شکر ادا کیا کہ اس نے ناگ دیوتا کے بہن بھائی کو اُس کے پاس پہنچا دیا تھا۔

دوسری طرف تھیوسانگ نے دیکھا کہ وہ سیاہ محل کے باہر ایک پکی سڑک پر کھڑا ہے۔ تھیوسانگ ایک خلائی اِنسان تھا اور زمانے کی تبدیلی کو بہت جلدی محسوس کر سکتا تھا۔ اس نے نگاہ اوپر اٹھائی۔ اس کے سر کے اُوپر سے بجلی کے موٹے تار گزر رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ پرانے زمانے کے کالی کٹ سے نکل کر آٹھ سو برس آگے یعنی ۱۹۸۸ء کے ماڈرن سائنسی زمانے میں آگیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ محل اب بھی اس کے سامنے تھا مگر وہ پہلے سے زیادہ شکستہ اور کھنڈر نگ رہا تھا۔

اب اُسے کیٹی کی فکر ہوئی۔ وقت کے پہیئے پر وہ دونوں ہی بیٹھے تھے۔ پھر کیٹی یہاں کیوں نہیں ہے! وہ کہاں چلی گئی؟ تھیوسانگ نے فضا میں زور سے سانس لیا۔ اُسے خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا۔ خوشی اِس لیے ہوئی کہ فضا میں عنبر ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ اور افسوس اِس بات کا ہوا کہ فضا میں کیٹی کی خوشبو نہیں تھی۔

اِس کا مطلب تھا کہ کیٹی اِس ماڈرن زمانے میں آتے ہوئے راستے میں اِس سے کہیں بچھڑ گئی تھی اور کسی دوسرے زمانے میں پہنچ گئی تھی۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ کیٹی کو تو وہ واپس نہیں لا سکتا لیکن عنبر ماریا اور جولی سانگ سے ملاقات کرنی چاہیے۔

تھیوسانگ خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

اس وقت دن کے چار بجے تھے۔ عنبر ماریا اور جولی سانگ اسی شہر یعنی کالی کٹ کے ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اچانک جولی سانگ نے لمبا سانس لیا اور بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عنبر! مجھے میرے بھائی تھیوسانگ کی خوشبو آرہی ہے۔"

اب ماریا اور عنبر نے بھی لمبے لمبے سانس کھینچے اور واقعی سانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ عنبر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ماریا! یہ تھیوسانگ کی خوشبو ہے۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے۔ چلو اسے باہر چل کر تلاش کرتے ہیں!"

ماریا، عنبر اور جولی سانگ ہوٹل سے باہر نکل کر سڑک پر آگئے اور اُس طرف چلنے لگے جدھر سے انہیں تھیوسانگ کی خوشبو آرہی تھی۔ تھیوسانگ بھی ان کی طرف چلا آرہا تھا۔ آخر سڑک کے ایک چوک میں ان کی آپس میں ملاقات ہوگئی۔ تھیوسانگ آگے بڑھ کر عنبر کے گلے لگ گیا۔ اپنی چھوٹی بہن جولی سانگ کو بھی اُس نے پیار کیا اور بولا۔

"اچھا ہوا کہ تم لوگوں سے ملاقات ہوگئی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا کیتی تمہارے ساتھ نہیں تھی؟"

تھیوسانگ بولا۔

"ہاں، وہ میرے ساتھ ہی تھی بلکہ ہم سیاہ محل سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِکٹھے ہی چلے تھے۔ مگر وہ راستے میں مجھ سے کسی جگہ بچھڑ گئی۔"

پھر تھیوسانگ نے عنبر ماریا اور جولی سانگ کو اپنی مصیبتوں کے سارے واقعے سُنا ڈالے۔ عنبر کہنے لگا۔

"کیٹی کی خوشبو شہر میں نہیں ہے۔ اس کو اس شہر میں تلاش کرنا بے کار ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر اِس کی تلاش کے لیے کہاں جائیں"۔

عنبر نے کہا۔

"یہ سوچ کر فیصلہ کریں گے۔"

تھیوسانگ نے ناگ کے بارے میں پوچھا تو عنبر ماریا نے اسے بتایا کہ ناگ پاکستان کے شہر لاہور میں ہے اور ہمارا اِنتظار کر رہا ہے۔ تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر بہتر یہی ہے کہ ہم بھی پاکستان چلے جائیں۔ وہاں سب مل کر غور کریں گے کہ کیٹی کو کہاں ڈھونڈا جا سکتا ہے۔"

ماریا اور جولی سانگ نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔

عنبر بولا۔

"تو پھر چلو۔ واپس لاہور چلتے ہیں!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ رات انھوں نے ہندوستان کے شہر کالی کٹ کے ہوٹل میں بسر کی اور دوسرے دن صبح صبح ناگ سے ملنے لاہور کی طرف چل پڑے۔

اب ہم کیٹی کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ راستے میں کہاں بچھڑ گئی ہے۔ کیٹی پہیئے پر تھیوسانگ کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ وقت کے چکر کی سوئی ۱۹۸۸ء سن پر تھی۔ پہیہ گھوما، روشنی ہوئی، بجلی چمکی، بادل گرجے اور پھر کیٹی بھی نیم بے ہوش ہوگئی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ جہاں بھی ظاہر ہوگی تھیوسانگ اس کے ساتھ ہی ہوگا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔

کیٹی نے جب ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دو ہزار سال پیچھے کے زمانے میں پایا۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک بہت پُرانے اور ویران محل کے آنگن میں کھڑی ہے۔ اِس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ستونوں والا برآمدہ ہے جس کے فرش پر گرد جمی ہوئی ہے۔ محل اِتنا ویران تھا کہ اس کی دیواروں میں گھاس اُگنے لگی تھی۔ کیٹی اِس نتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ تھیوسانگ سے بچھڑ کر کسی بہت پرانے زمانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے کھنڈر میں پہنچ گئی ہے۔
آسمان پر بادل تھے۔ محل دو منزلہ تھا اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ پہلے تو وہ اُداس ہوگئی کہ تھیوسانگ سے جدا ہوگئی ہے۔ اس کو فضا میں تھیوسانگ کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ تھیوسانگ اس علاقے میں کہیں نہیں ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے ویران محل کے صحن میں لگے ہوئے شکستہ فوارے کے پاس بیٹھ گئی۔ اس فوارے پر ایک عورت کا سنگِ مرمر کا مجسمہ لگا ہوا تھا۔ عورت نے دونوں بازو اوپر اٹھا رکھے تھے۔ کیٹی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اس قسم کے بت اور مجسمے اس نے پرانے زمانے کے سفر میں بہت دیکھے تھے اُسے تو تھیوسانگ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ کی یاد ستا رہی تھی۔
کچھ دیر وہاں بیٹھے رہنے کے بعد کیٹی اٹھی۔ اس نے سوچا کہ اس محل سے باہر نکل کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کون سا ملک ہے، کون سا شہر ہے اور وہ تاریخ کے کون سے زمانے میں آگئی ہے۔ وہ صحن کے ایک دروازے سے نکل کر محل سے باہر آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس نے دیکھا کہ باہر ایک پرانا راستہ درختوں میں جاتا ہے۔ کیٹی اس راستے پر چلنے لگی۔ وہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کسی انسان یا پرندے کی آواز ہی آرہی تھی۔ درختوں والے راستے کو پار کر کے وہ ایک چھوٹے سے پل پر آگئی جس کے نیچے ایک ندی بہ رہی تھی۔ کیٹی ندی کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔

تھوڑی دُور چلی ہوگی کہ سامنے کچھ فاصلے پر اُسے ایک شہر کی چاردیواری نظر آئی۔ چاردیواری کو دیکھ کر ہی معلوم ہورہا تھا کہ یہ تاریخ کا کوئی پرانا شہر ہے۔ چاردیواری کا ایک دروازہ تھا۔ یہ شہر کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ یہ کیسا شہر ہے کہ یہاں کا دروازہ دن کے وقت بھی بند ہے اور کوئی دربان بھی نظر نہیں آتا۔

وہ شہر کے دروازے کے پاس آکر رُک گئی۔ اُس نے دیکھا کہ بڑے پھاٹک کے نیچے ایک چھوٹا دروازہ بھی تھا۔ کیٹی نے اُسے اندر کو دھکیلا تو وہ کھُل گیا۔ وہ اندر داخل ہوگئی۔ اب وہ اِس قدیم زمانے کے پُرانے تاریخی شہر میں تھی۔ شہر کی سڑکیں خالی تھیں۔ دکانیں بند تھیں۔ مکانوں کو تالے لگے تھے۔ کوئی آدمی کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورت کوئی بچہ چلتا پھرتا نظر نہیں آتا تھا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ اِس شہر کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں!

اس نے سارے شہر کا چکر لگایا۔ کہیں کوئی انسان نہ ملا۔ کوئی گدھا اور گھوڑا بھی دکھائی نہ دیا۔ کسی چرند پرند کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ یہ کیا راز ہے! شہر کی آبادی کہاں چلی گئی ہے!

کیٹی ایک مکان کے قریب سے گزری۔ اس مکان کے دروازے پر تالا نہیں لگا تھا۔ وہ مکان کے اندر چلی گئی۔ مکان میں گھر کا سارا سامان ویسے کا ویسا لگا تھا، مگر گھر والے کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مکان سنسان تھا۔ کیٹی دوسرے اور پھر تیسرے مکان میں آئی۔ سارے کے سارے مکانوں کا سامان ویسے ہی سجا ہوا تھا مگر انسان کہیں نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے جادو کے ذریعے شہر کی ساری آبادی کو غائب کر دیا ہو۔

حیرانی کی بات ہے کہ شہر کے بازاروں میں کنارے کنارے درخت اُگے تھے مگر ان درختوں پر کوئی پرندہ تک نظر نہ آتا تھا۔ شہر میں پھرتے پھرتے شام ہو گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ رات اُسے کسی مکان میں گزار دینی چاہئیے۔ دوسرے دن وہ وہاں سے کسی دوسرے شہر میں چلی جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گی۔ یہ سوچ کر کیٹی کسی ایسے مکان کو تلاش کرنے لگی جو کھلا ہو وہ یونہی کسی مکان کا دروازہ توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

اِس وقت شہر پر شام کا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ چونکہ شہر میں کوئی روشنی کرنے والا نہیں تھا اس لیے شام سے ہی شہر کے ویران بازاروں اور خالی گلیوں میں اندھیرا ہو گیا۔

کیٹی ایک گلی میں سے گزر رہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کیٹی نے گھوم کر پیچھے دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیٹی نے اُسے اپنا وہم سمجھا اور گلی میں سے نکل کر دوسری گلی میں آ گئی۔ یہاں بھی سارے مکانوں پر تالے پڑے تھے۔ وہ گلی سے ہوتی ہوئی ایک بازار میں آئی۔ یہاں سامنے والی خالی گلی میں داخل ہو رہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے پھر وہی انسانی قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ کیٹی نے جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی بھی نہ تھا۔ اب وہ محتاط ہو گئی کیونکہ اُسے باقاعدہ انسانی قدموں کی آواز سُنائی دی تھی۔

کیا اس کا کوئی پیچھا کر رہا ہے؟

کیٹی رُک گئی۔ وہ پیچھے کی طرف اندھیرے میں غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ کیٹی آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چل پڑی۔ اُسے گلی کے آخر میں ایک مکان مل گیا جس کا دروازہ کھلا تھا۔ کیٹی مکان میں آ گئی۔ یہ چھوٹا سا تنگ ڈیوڑھی والا مکان تھا۔ کمروں میں گھر کا سارا سامان لگا ہوا تھا مگر آدمی کوئی نہیں تھا۔ ایک کمرے میں پلنگ پر بستر بھی لگا تھا۔ کیٹی پلنگ پر لیٹ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ وہ عنبر ناگ ماریا اور جولی سانگ، تھیوسانگ کے بارے میں سوچنے لگی کہ وہ کہاں ہوں گے اور ان سے کب ملاقات ہو گی۔

کیٹی کو نیند تو آتی نہیں تھی۔ اُسے نیند کی ضرورت ہی نہ تھی مگر یہ سوچ کر کہ اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہے بہتر ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے سو جائے۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اُسے آنکھیں بند کئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اُسے کسی کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے آنکھیں کھول دیں اور کان سیڑھیوں سے آتی آواز پر لگا دیئے۔ یہ کسی انسانی قدموں کی آواز تھی۔ کوئی آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر پاؤں رکھتا اوپر چڑھ رہا تھا۔ کیٹی اٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گئی۔ قدموں کی آواز بند دروازے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس آکر رُک گئی۔
کیٹی نے اونچی آواز میں پُوچھا۔
"کون ہے ؟"
یہ آواز سنتے ہی کوئی جلدی جلدی سیڑھیاں اُتر گیا کیٹی فوراً پلنگ سے اُٹھی۔ دروازہ کھول کر سیڑھیوں میں جھانکا۔ ایک انسانی سایہ تیزی سے ڈیوڑھی میں غائب ہوگیا۔ کیٹی بھی پیچھے ہی سیڑھیاں اتر کر ڈیوڑھی میں آگئی۔ ڈیوڑھی خالی خالی تھی۔ اس نے باہر گلی میں دیکھا جو خالی پڑی تھی۔ کیٹی حیران ہونے لگی کہ آخر یہ کون ہے جو چھُپ کر اس کا پیچھا کر رہا ہے! اور اس کی آواز پر بھاگ گیا ہے۔ اُس کی سمجھ میں یہ معمہ نہیں آرہا تھا۔ بہر حال اُسے رات اِس بے آباد ویران شہر میں گزارنی تھی۔

وہ واپس آکر مکان میں پلنگ پر لیٹ گئی۔ دروازہ اس نے اندر سے بند کر لیا تھا۔ اَب وہ جاگ رہی تھی رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔ سارا شہر سنسان پڑا تھا۔ کسی طرف سے کسی کُتے کے بھونکنے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔
پھر بادل کے گرجنے کی آواز سنائی دی اور رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندھیرے میں اُس ویران آسیبی شہر پر ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

بارش کی آواز بہت ہلکی ہلکی آرہی تھی کیٹی پلنگ پر آنکھیں بند کئے پڑی تھی کہ اچانک اُسے ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ اس آواز میں بڑی عاجزی اور رحم کی طلب تھی۔

"مجھے بچاؤ! میری مدد کرو!"

کیٹی تڑپ کر پلنگ سے اٹھی اور کان دروازے کے ساتھ لگا دیئے۔ عورت کی آواز دروازے کے پیچھے سیڑھیوں میں سے آرہی تھی۔ کیٹی نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ اس نے اندھیرے میں دیکھا کہ نیچے ڈیوڑھی میں ایک انسانی سایہ سر جھکائے کھڑا ہے۔ اس کے بال کھلے تھے۔ یہ کوئی عورت تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"کون ہو تم؟ کیا چاہتی ہو؟"

کھلے بالوں والی عورت کی کمزور آواز آئی۔

"میری مدد کرو! میری مدد کرو!"

یہ کہہ کر عورت باہر چلی گئی۔ کیٹی سیڑھیاں اُتر کر اُس کے پیچھے گلی میں آگئی۔ گلی میں رات کا اندھیرا بہت گہرا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ پُراسرار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیاہ پوش عورت بارش میں بھیگ رہی تھی۔ اُس نے ہاتھ سے کیٹی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور بارش میں چلنے لگی۔ کیٹی کو خیال آیا کہ یہ کوئی مصیبت کی ماری عورت ہے۔ اس کی مدد کرنی چاہیے۔ وہ پراسرار عورت کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔

پُراسرار سیاہ پوش عورت ایک گلی میں سے نکل کر بازار میں آ گئی۔ وہ کیٹی سے دس قدم آگے چل رہی تھی۔ کیٹی نے پیچھے سے آواز دی۔

"تم رکتی کیوں نہیں ہو؟ تمہیں کیسی مدد کی ضرورت ہے؟"

پُراسرار عورت نے نہ تو کوئی جواب دیا اور نہ وہ رُکی۔ بس ہلکی بارش اور رات کی تاریکی میں چلتی چلی گئی۔ کیٹی نے سوچا کہ نہ جانے اس عورت پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے کہ بے چاری ایک پل کے لیے رُکتی بھی نہیں۔ کیٹی اس کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔

پُراسرار عورت ایک باغ میں آ گئی اور یہ ایک بہت پرانا باغ تھا اور اونچے اونچے کھجور کے درخت بارش میں بھیگ رہے تھے۔ بجلی چمکی تو کیٹی نے باغ میں ایک ٹوٹے ہوئے گنبد والا مقبرہ دیکھا جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بارش میں بھیگ رہا تھا۔

وہ عورت اِسی مقبرے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ مقبرے کے حجرے کے دروازے پر رُک گئی۔ کیٹی نے قریب آکر کہا۔

"جب تک تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور تمہیں میری کس قسم مدد کی ضرورت ہے، میں تمہارے ساتھ آگے نہیں جاؤں گی۔"

پُراسرار عورت کے بال بارش میں بھیگ رہے تھے اُس نے درد بھری آواز میں کہا۔

"میری مدد کرو! اندر —— اندر آجاؤ! میری مدد کرو!"

اور پُراسرار عورت حجرے کے اندر چلی گئی۔ کیٹی باہر ہی رُک گئی۔ وہ اندر نہیں جانا چاہتی تھی کہ اِتنے میں اندر سے اُسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ عورت سسکیاں بھر کر رو رہی تھی۔ کیٹی کا دل پگھل گیا۔ مجھے اس غمزدہ عورت کی مدد کرنی چاہیئے۔ آخر میرا اس میں کیا بگڑے گا۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ سوچ کر کیٹی مقبرے کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ایک قبر بنی ہوئی ہے۔ قبر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوپر ایک انسانی کھوپڑی پڑی ہے جس پر دِیا جل رہا ہے
پُراسرار عورت جو کیٹی کو اپنے ساتھ وہاں تک لائی تھی
کہیں نظر نہ آئی۔ کیٹی نے غور سے مقبرے کی پُرانی دیوار و
کو اور پھر قبر پر پڑی کھوپڑی اور دِیئے کو دیکھا۔
اِتنے میں اس عورت کی غمگین آواز آئی۔

"میں یہاں ہوں۔ میری مدد کرو!"

یہ آواز سامنے والے حُجرے سے آ رہی تھی۔ کیٹی نے
آگے بڑھ کر حجرے کا پرانا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کُھلتے
ہی اس نے دیکھا کہ پُراسرار عورت اس کے سامنے کھڑی
تھی۔ اُس کے ہاتھ میں مُردے کے پاؤں کی ہڈی تھی۔ کیٹی
پیچھے ہٹنے ہی لگی تھی کہ پراسرار عورت کی زرد آنکھوں
میں شعلہ سا لپکا اور اُس نے مُردے کی ہڈی کیٹی کے
کاندھے سے لگا دی۔ مُردے کی ہڈی کا کیٹی کے جسم
سے لگنا تھا کہ اس کا جسم ایک دم ٹھنڈا ہو گیا اور
وہ گر پڑی۔ پُراسرار عورت نے ایک بلند چیخ ماری۔ حجرے
میں کسی طرف سے دو آدمی اندر آ گئے۔ کیٹی کی
آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ انھیں دیکھ رہی تھی مگر بول
نہ سکتی تھی۔ پراسرار عورت کا چہرہ سیاہ تھا اور آنکھیں
زرد تھیں۔ دونوں آدمیوں کے چہرے بھی سیاہ تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور آنکھیں اُلّو کی آنکھوں کی طرح گول اور پیلی تھیں۔
پُراسرار عورت نے کرخت آواز میں کہا۔
"میں تمہاری امانت تمہارے پاس لے آئی ہوں۔
اب میں آزاد ہوں"۔
یہ کہہ کر اس نے قہقہہ لگایا۔ مُردے کی ہڈی اپنے سینے سے لگائی اور غائب ہو گئی۔ کیٹی نے اُٹھ کر بھاگنا چاہا مگر جیسے کسی نے اس کے جسم کی ساری طاقت چھین لی تھی۔ وہ نہ اپنا ہاتھ ہلا سکتی تھی نہ پاؤں اُٹھا سکتی تھی۔ دونوں سیاہ چہروں والے کیٹی پر جھکے، اُسے اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے حُجرے سے نکال کر باہر قبر کے پاس لے آئے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خُونی بالکُونی

مقبرے میں سے ایک دروازہ پیچھے باغ میں کھُلتا تھا۔

دونوں آدمی کیٹی کو اُٹھا کر پیچھے باغ میں لے آئے۔ رات اندھیری تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ یہاں لکڑی کا ایک صندوق پڑا تھا۔ انھوں نے کیٹی کو صندوق میں لٹا کر ڈھکنا بند کر کے کیل ٹھونک کر صندوق کو اچھی طرح سے بند کر دیا۔ پھر صندوق کو کھینچ سڑک پر لے آئے۔ یہاں ایک گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ صندوق کو گاڑی میں ڈالا اور گھوڑے کو چابک ماری۔ گھوڑا گاڑی سڑک پر بھاگنے لگی۔ دونوں سیاہ چہروں والے آدمی گاڑی میں بیٹھے تھے۔ کیٹی صندوق میں بند پڑی تھی۔ اُس کے جسم کی ساری طاقت ختم ہو گئی تھی۔ وہ ہاتھ پاؤں تک نہ ہلا سکتی تھی مگر اس کا دماغ پوری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح کام کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ سب کچھ اس کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کون لوگ ہیں اور اُسے کہاں لیے جا رہے ہیں۔

گھوڑا گاڑی بارش والی اندھیری رات میں کچی سڑک پر دوڑتی جا رہی تھی۔ گاڑی شہر سے نکل کر ایک ویران صحرا میں آ گئی۔ دور اندھیرے میں دو اہرام مصر تکونے ٹیلوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ گھوڑا گاڑی ایک اہرام کے پاس آ کر رُک گئی۔ دونوں آدمیوں نے صندوق کو گاڑی سے اُتارا اور اسے ہاتھوں میں اُٹھائے ہوئے اہرام کے ایک شگاف میں داخل ہو گئے۔

اہرام کے پتھروں میں یہ شگاف پتھر اُکھاڑ کر بنایا گیا تھا۔ اہرام کے اندر ایک تنگ و تاریک سُرنگ بنی ہوتی تھی۔ سُرنگ میں کافی آگے جا کر ایک اندھا کنواں آ گیا۔ دونوں آدمیوں نے صندوق کو ایک موٹے رسّے سے باندھا اور اُسے کنویں میں لٹکا دیا۔ کیٹی صندوق میں بند خاموش اور بے حس و حرکت لیٹی تھی۔ دونوں آدمیوں نے ابھی تک ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

کیٹی کے صندوق کو کنویں میں لٹکانے کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں سُرنگ میں چلتے شگاف میں سے گزر کر ابرام سے باہر آ گئے۔ پھر انھوں نے پتھروں کو واپس ابرام کی دیوار میں لگا کر شگاف کو بند کر دیا۔ دیوار برابر ہو گئی۔ اب کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا کہ یہاں سے دیوار توڑی گئی ہے۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد دونوں سیاہ چہروں والے آدمی گھوڑا گاڑی پر بیٹھے، گھوڑے کو چابک ماری اور گاڑی ایسی تیزی سے بھاگنے لگی کہ چند لمحوں میں رات کے اندھیرے میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

کیپٹن ابرام مصر کے اندر اندھے کنویں میں صندوق میں بند لٹک رہی تھی۔ وہ ہوش میں تھی مگر اس کے جسم میں طاقت نہیں تھی۔ اس کا سارا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ وہ اپنی گردن بھی نہیں ہلا سکتی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔

صندوق کے اندر گھُپ اندھیرا تھا۔ اُس کے چاروں طرف سناٹا تھا۔ صندوق آہستہ آہستہ کنویں کے اندر جھول رہا تھا جس سے کیپٹن نے اندازہ لگا لیا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ جس صندوق میں وہ بند ہے اُسے کسی جگہ لٹکا دیا گیا ہے۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کنویں میں لٹک رہی ہے۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔
کیٹی سوچ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ اسے کس لیے لٹکا گئے ہیں۔ رات گزر گئی۔ دن بھی گزر گیا۔ کیٹی صندوق میں بند پڑی رہی اور صندوق کنویں میں لٹکا آہستہ آہستہ دائیں بائیں جھولتا رہا۔
دوسری رات آ گئی۔ کیٹی نے کئی بار ہمت کر کے اُٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم نے اٹھنے سے اِنکار کر دیا۔ وہ پتھر کی طرح ہو گئی تھی۔ اپنی جگہ سے ذرا سا ہل بھی نہیں سکتی تھی۔
پھر اُسے دھیمی دھیمی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ کیٹی نے کان اِن آوازوں پر لگا دیئے جو آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھیں۔ یہ گھنگھروؤں کی آوازیں تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ عورتیں پاؤں میں گھنگھرو باندھے چلی آ رہی ہیں۔ پھر یہ آوازیں کنویں کے پاس آ کر رُک گئیں۔ کیٹی نے سانس روک لیا اور غور سے سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر جیسے اس کے صندوق کے رَسّے کو اوپر کھینچا جانے لگا۔ کسی نے صندوق کھینچ کر اُوپر رکھ دیا۔ اِس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد ایک مرد کی بیٹھی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

"اسے کھولو!"

صندوق کی میخیں اُکھاڑی جانے لگیں۔ ڈھکنا کُھل گیا۔ ڈھکنے کے کُھلتے ہی کیٹی کی آنکھوں میں مشعلوں کی روشنی پڑی۔ اس نے آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے دیکھا کہ صندوق کے اِردگرد چار آدمی کھڑے تھے۔ ان آدمیوں کے چہرے خاموش اور پتھر کی طرح سنجیدہ تھے۔ ان کی آنکھیں کیٹی کو گھُور رہی تھیں۔ وہی بیٹھی ہوئی آواز پھر سُنائی دی۔

"اسے باہر نکالو!"

یہ کسی بہت پرانی زبان کے الفاظ تھے۔ دو آدمیوں نے کیٹی کو صندوق سے باہر نکالا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک سُرنگ میں ہے۔ کچھ لوگ ہاتھوں میں مشعلیں لیے کھڑے ہیں۔ کچھ عورتیں زرق برق کپڑے پہنے ہاتھوں میں اِنسانی کھوپڑیاں لیے قطار باندھے کھڑی ہیں۔ کیٹی کے سامنے ایک سیاہ چہرے، لمبی ناک اور حبشیوں کی طرح کے گھنگھریالے سیاہ بالوں والا آدمی تخت پر رکھی سونے کی کرسی پر بیٹھا ہے۔ چار غلام ادب سے ہاتھ باندھے اس کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اس حبشی نے بیٹھی ہوئی آواز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کہا۔

"اُسے میرے ساتھ بٹھا دو!"

کیٹی کو غلاموں نے پکڑ کر حبشی فرعون کے ساتھ کرسی پر بٹھا دیا۔ کیٹی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس کا جسم ابھی تک برف کی طرح سرد اور پتھر کی طرح سخت تھا۔ حبشی فرعون نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ چاروں غلام آگے بڑھے اور انھوں نے تخت کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا اور سرنگ میں چل پڑے۔ آگے آگے کھوپڑیوں والی عورتیں چلنے لگیں۔ ان عورتوں کے پاؤں میں بندھے گھنگھرو چلتے ہوئے چھنک رہے تھے۔

یہ پُراسرار آسیبی شاہی جلوس سُرنگ میں آگے بڑھ رہا تھا۔ مشعلوں والے آگے آگے تھے۔ سُرنگ ایک طرف مڑ گئی۔ پھر آگے پتھر کی سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں۔ آسیبی جلوس سیڑھیاں اتر کر لوہے کے ایک بند دروازے کے پاس آ کر رُک گیا۔ حبشی فرعون نے اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھایا اور بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"مُردوں کے دیوتا! دروازہ کھول دے۔ تیرا فرعون اپنی ملکہ کو لے کر آ گیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ حبشی فرعون کا آسیبی جلوس اندر داخل ہوگیا۔ اس کے فوراً بعد گڑگڑاہٹ کے ساتھ لوہے کا دروازہ بند ہوگیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک کشادہ ہال کمرے میں ہے جہاں دیواروں پر انسانی کھوپڑیوں میں رکھے ہوئے چراغ جل رہے ہیں۔ ستونوں پر بھی انسانی ہڈیاں لٹک رہی ہیں۔

آسیبی جلوس ہال کمرے سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں آگیا یہاں دیواروں کے ساتھ ممیوں کے بُت بالکل سیدھے کھڑے تھے۔ ان میں عورتوں کی لاشوں کی ممیاں بھی تھیں اور مردوں کی ممیاں بھی تھیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا تخت بچھا تھا جس کے پائے انسانی ہڈیوں کے ہاتھوں کے بنے ہوئے تھے۔

حبشی فرعون نے کیٹی کو اس تخت پر بٹھا دیا۔ پھر خود بھی تخت کے سامنے کھڑا ہوگیا اور گھوم کر پیچھے غلاموں کو دیکھا۔ ان میں حبشی فرعون کا کاہن بھی تھا۔ کیٹی نے اب مشعلوں کی روشنی میں دیکھا کہ ان سب کے سر منڈھے ہوئے تھے اور ان سروں میں لوہے کی ایک کیل ٹھنگی تھی جو ذرا سی باہر نکلی ہوئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حبشی فرعون نے کاہن کی طرف دیکھ کر بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"ملکہ کو اپنی سلطنت میں شامل کیا جائے۔"

کاہن نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"جو حکم فرعونِ اعظم!"

یہ کہہ کر کاہن نے اشارہ کیا۔ ایک غلام ہاتھوں میں سونے کی تھالی لیے آگے بڑھا۔ سونے کی تھالی میں ایک ہتھوڑی اور ایک کیل پڑی تھی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔ وہ انہیں اپنے ساتھ یہ ظلم کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔ مگر وہ مجبور تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پوری طرح سے ان لوگوں کے رحم و کرم پر تھی۔ کاہن کیٹی کے پاس آگیا۔ غلام سونے کی تھالی لیے اس کے قریب کھڑا تھا۔ کاہن نے ہاتھ بڑھا کر کیٹی کے سر کو انگلیوں سے ٹٹولا۔ وہ کیل ٹھونکنے کے لیے مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا۔ پھر ایک جگہ اس نے انگلی کو ذرا سا دبایا اور تھالی میں سے کیل اور ہتھوڑی اٹھالی۔ کیٹی کا دماغ پھٹنے لگا۔ وہ دہشت کے مارے چیخنا چاہتی تھی۔ اپنی غیر معمولی طاقت سے کام

ے کر ان لوگوں کو تباہ کر دینا چاہتی تھی اور اپنے ساتھ یہ ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر وہ مجبور تھی۔

کاہن نے کیل کی نوک کیٹی کی کھوپڑی کے ساتھ لگائی اور پھر زور سے اس پر ہتھوڑی ماری۔ کیٹی کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے جسم کے اندر دھماکہ کر دیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے۔ بجلیاں کوندنے لگیں۔ کاہن نے اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک دیا۔ کیل کیٹی کی کھوپڑی میں ذرا سا باہر رکھا گیا تھا۔ کیٹی کو بالکل درد محسوس نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد کیٹی کو نیند آنے لگی۔ حبشی فرعون اور کاہن کیٹی کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ کاہن نے حبشی فرعون سے کہا۔

"فرعونِ اعظم! ملکہ کو نیند آ رہی ہے۔"

حبشی فرعون نے کہا۔

"اسے سو جانا چاہیے۔ یہ سو کر اٹھے گی تو ہماری سلطنت کی ملکہ بن چکی ہو گی۔"

حبشی فرعون نے تالی بجائی۔ چار عورتیں جلدی سے آگے بڑھیں۔ انھوں نے کیٹی کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ کیٹی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس پر غنودگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھا رہی تھی۔ اُسے یوں نیند آنے لگی تھی جیسے کئی راتوں سے جاگ رہی ہو۔ پھر وہ سو گئی۔

شاہی کنیزوں نے کیٹی کو اٹھایا اور اسے لے کر ساتھ والی شاہی خواب گاہ میں آگئیں۔ یہاں بھی دیواروں پر انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے۔ ایک عالی شان بستر پلنگ پر بچھا تھا۔ ریشمی سرہانوں پر بھی انسانی کھوپڑیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ دو عورتوں کی لاشوں کی ممیاں کھڑی تھیں۔

شاہی کنیزوں نے سوئی ہوئی کیٹی کو پلنگ پر لٹا دیا اور خواب گاہ سے باہر نکل گئیں۔ پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔

کیٹی ایک رات اور ایک دن شاہی بستر پر بے ہوش پڑی رہی۔ یہ بے ہوشی کی نیند تھی۔ دوسرے دن شام کو کیٹی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے جسم میں پہلی تبدیلی یہ محسوس کی کہ اس کا جسم گرم تھا اور وہ اپنے جسم کو آسانی سے حرکت دے سکتی تھی۔ وہ پلنگ پر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ دوسری تبدیلی کیٹی میں یہ آئی کہ وہ پچھلے سارے واقعات بھول چکی تھی۔ اُسے کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ کیٹی ہے اور عنبر ناگ ماریا اس کے ساتھی ہیں۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوش خوش اُٹھی تھی۔
اُس نے اُٹھتے ہی کنیز کو آواز دی۔ کنیز فوراً حاضر ہو گئی۔ کیٹی نے کہا۔
"مجھے پیاس لگی ہے۔"
کیٹی نے عرض کی۔
"میں ابھی شربت لاتی ہوں ملکہ!"
کنیز نے دوسرے کمرے میں جاکر کاہن کو بتایا کہ ملکہ جاگ پڑی ہے اور اس نے شربت مانگا ہے۔ کاہن اسی وقت فرعون کے دربار ہال میں گیا۔ حبشی فرعون تخت پر بیٹھا ایک انسانی کھوپڑی کو ہاتھ میں لیے اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کاہن نے جاتے ہی ادب سے جھک کر سلام کیا اور کہا۔
"فرعونِ اعظم کو مبارک ہو! ملکہ جاگ پڑی ہے اور اس نے شربت مانگا ہے۔"
حبشی فرعون نے کھوپڑی میز پر رکھ دی، تخت پر سے اُٹھا اور کاہن کے ساتھ ملکہ یعنی کیٹی کی خواب گاہ میں آگیا۔ اس وقت کیٹی ایک انسانی کھوپڑی میں شربت پی رہی تھی اور کنیز ادب سے پاس کھڑی تھی۔
کیٹی نے حبشی فرعون کو دیکھا تو مسکراتے ہوئے پلنگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اُتر آئی۔ حبشی فرعون کے پاس آکر ادب سے اُسے تعظیم پیش کی اور کہا۔

"میرے سرتاج! آپ کہاں تھے۔ میں کب سے آپ کی راہ دیکھ رہی ہوں"۔

حبشی فرعون نے گردن کو بڑے فخر سے بلند کیا اور کاہن کی طرف دیکھا۔ کاہن نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔

"حضور کو مبارک ہو!"

حبشی فرعون نے کیمیٹی سے کہا۔

"مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہماری ملکہ نے جی بھر کر نیند پوری کر لی اور اس کی طبیعت اب ہشاش بشاش ہے"۔

کیمیٹی نے کہا۔

"میں اپنے شاہی محل کی سیر کرنا چاہتی ہوں"۔

حبشی فرعون نے اُسی وقت کیمیٹی کو ساتھ لیا اور شاہی خواب گاہ سے نکل کر شاہی محل کی سیر کے لیے چلا۔ حبشی فرعون کی سلطنت اس اہرام مصر کے نیچے زمین کے اندر ہی اندر دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مُردوں کی سلطنت تھی۔ حبشی فرعون سے لے کر کاہن، کنیزوں اور غلاموں تک کوئی بھی زندہ نہیں تھا۔ وہ سب مَر چکے تھے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مرنے کے بعد ایک خاص طلسم کی وجہ سے زندہ ہو گئے تھے اور انھوں نے زمین کے اندر اہرام کے نیچے ایک مُردوں کی سلطنت بنا رکھی تھی۔ کیٹی چونکہ مُردے شی کی ہڈی کی وجہ سے اُب ان کی طرح ہو گئی تھی اس لیے وہ مُردوں کی حکومت اور مُردوں کے زیرِ زمین محل میں آ کر بڑی خوش تھی۔ حبشی فرعون کو ایک ملکہ کی ضرورت تھی چنانچہ اس نے اپنے کاہن کی مدد سے ویران اور خالی شہر سے کیٹی کو اغوا کر کے اس پر طلسم کر کے اپنی ملکہ بنا لیا تھا۔ وہ کیٹی ایسی خوبصورت ملکہ کو پا کر بہت خوش تھا۔

حبشی فرعون اور ملکہ کیٹی زمین کے اندر ہی اندر محل کے کئی کمروں میں گئے۔ کیٹی انہیں دیکھ کر خوش ہوئی یہاں اس نے ایک حجرے میں ایک نیلی قبر دیکھی جس پر کھوپڑی رکھی تھی اور کھوپڑی میں دیا جل رہا تھا۔ کیٹی نے حبشی فرعون سے پوچھا۔

"یہ نیلی قبر کس کی ہے میرے سرتاج!"

حبشی فرعون کہنے لگا۔

"یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا چلو تمہیں محل کے باغ کی سیر کراؤں۔"

کیٹی نے بھی نیلی قبر کے راز کے بارے میں کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ پوچھا۔ وہ تیلی قبر کو بھول گئی تھی جس طرح وہ عنبر
ناگ ماریا اور جولی سانگ تھیوسانگ کو بھول چکی تھی۔

اب ہم تھیوسانگ، عنبر ماریا اور جولی سانگ کی طرف
آتے ہیں۔ یہ چاروں دوست ۱۹۸۸ء کے ماڈرن ہندوستان
کے شہر کالی کٹ سے ٹرین میں بیٹھے سفر کر رہے تھے۔
انھوں نے بارڈر کراس کر کے لاہور پہنچنا تھا جہاں ایک عالیشان
ہوٹل میں ناگ اُن کا اِنتظار کر رہا تھا۔
ٹرین جب ہندوستان کے شہر بھوپال پہنچی تو معلوم ہوا
کہ وہاں آگے سیلاب کی وجہ سے ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے
جس کی مرمت ہو رہی ہے۔ مسافروں کو دوسری ٹرین کا
اِنتظار کرنا پڑے گا جو دوسرے دن چلے گی۔ عنبر ماریا
جولی سانگ اور تھیوسانگ بھی دوسرے مسافروں کے
ساتھ ٹرین سے اتر گئے اور پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے۔ ماریا
نے کہا۔
"کیوں نہ بھوپال کا پرانا قلعہ دیکھنے چلیں۔ میں نے
اِس قلعے کی بڑی تعریف سُنی ہے۔"
عنبر نے کہا۔
"بہت قلعے دیکھے ہیں ماریا! بہتر یہی ہے کہ ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہیں بیٹھ کر وقت گزار دیں۔"

جولی سانگ اور ہیو سانگ بھی قلعے کی طرف جانے کو راضی نہ ہوئے۔ ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوا۔ ماریا نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ بھوپال کا قلعہ اکیلی ہی دیکھنے جائے گی۔ ماریا نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گی۔ سارا دن انھوں نے بھوپال کے پلیٹ فارم پر ہی گزار دیا۔ جب شام ہونے لگی تو ماریا نے کہا۔

"میں تو یہاں سخت بور ہو رہی ہوں۔ ذرا شہر کا ایک چکر لگا کر آتی ہوں۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"قلعے کی طرف نہ چلے جانا ماریا! میں نے تمھیں بتایا نہیں، یہ قلعہ بڑا ہی پُراسرار ہے اور ادھر کوئی نہیں جاتا۔"

ماریا بولی۔

"میں پاگل ہوں کہ اُدھر جاؤں۔ میں تو شہر کا ایک چکر لگا کر بڑی جلدی واپس آجاؤں گی۔"

عنبر اور ہیو سانگ نے بھی ماریا کو تاکید کی کہ وہ زیادہ دیر نہ لگائے۔ ماریا نے کہا۔

"بس دس پندرہ منٹ میں واپس آجاؤں گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کہہ کر ماریا بھوپال کے اسٹیشن سے باہر نکل آئی۔ اس نے تو اپنے دل میں بھوپال کے پُراسرار قلعے کی سیر کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ باہر نکلتے ہی پُراسرار قلعے کی طرف چل پڑی۔ وہ غائب تھی۔ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ سورج غروب ہونے لگا تھا۔ دھوپ سنہری پڑ رہی تھی۔ بازاروں میں بڑی رونق تھی بلکہ بڑا رش تھا۔ کچھ دور تک تو ماریا سڑک پر ہی چلتی رہی۔ پھر اُس نے اپنے آپ کو زمین پر سے اوپر اٹھا لیا۔ وہ زمین سے کافی بلندی پر آگئی۔ شہر کے مکان اس کے نیچے تھے اور وہ پرانے اور پُراسرار قلعے کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔ ماریا نے اپنی رفتار دھیمی رکھی ہوئی تھی۔

بھوپال کا پُراسرار قلعہ دور ایک پہاڑی کے اوپر تھا۔ یہ قلعہ اُسے دور ہی سے نظر آگیا۔ ماریا اڑتی ہوئی قلعے کے اوپر آ گئی۔ اس نے قلعے کے اوپر ایک چکر لگایا۔ قلعہ ویران پڑا تھا۔ بہت پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی دیواروں کے پتھر جگہ جگہ سے اُکھڑ چکے تھے۔ قلعے کی چھت، غلام گردشیں، راہداریاں اور ڈیوڑھیاں بالکل خالی تھیں اور وہاں اندھیرا چھا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا غوطہ لگا کر قلعے کی چھت پر اُتر آئی۔ وہ پیدل
چل کر قلعے کی سیر کرنا چاہتی تھی۔ سُورج ڈوب گیا تھا۔
قلعے کے اندر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ماریا قلعے کی
چھت کی سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر
ایک عورت پر پڑی جس نے ساڑھی پہن رکھی تھی اور
جو گھبرائی ہوئی قلعے کی دیوار کے اوپر بھاگی جا رہی تھی۔
ماریا نے غور سے دیکھا تو اُسے قلعے کی ایک بالکونی میں
ایک راجکمار کھڑا نظر آیا جس نے پُرانے زمانے کا
شاہی لباس پہن رکھا تھا۔ ساڑھی والی عورت بھاگ
کر راج کمار کے پاس آگئی۔ اور بولی۔

"میں آگئی ہوں راج کمار!"

راج کمار نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے معلوم تھا تم ضرور آؤ گی راجکماری"۔

یہ عورت راجکماری تھی۔ ماریا اُن کے قریب آکر کھڑی
ہو گئی اور اُن کی باتیں سُننے لگی۔ راجکمار کہہ رہا تھا۔

"بس اب ہم ایک دوسرے سے شادی کر لیں گے
اور پھر تم میری مہارانی بن جاؤ گی"۔

راجکماری کہنے لگی۔

"راجکمار جی! کیا سچ مچ تم مجھ سے بیاہ کر لو گے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا واقعی میں اتنی خوش قسمت ہوں!"
راجکمار نے کہا۔
"کیوں نہیں! میں تو صرف تمہیں ہی اپنی رانی بناؤں گا۔"
پھر راجکمار نے قلعے کے نیچے گہری کھڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس راجکماری سے کہا۔
"راجکماری! وہ دیکھو نیچے پتھروں میں کتنا خوبصورت مور ناچ رہا ہے۔"
راجکماری نے بالکونی سے جُھک کر نیچے دیکھا تو ایک سیکنڈ میں راجکمار نے راجکماری کو دھکا دے دیا۔ راجکماری کی چیخ نکل گئی اور وہ قلعے کی بالکونی سے نیچے گہری کھڈ کے پتھروں پر جاگری۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ ماریا اس لڑکی کی کوئی مدد نہ کر سکی۔ راجکمار نے اس لڑکی کے ساتھ دھوکا کیا تھا اور اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے اسے ہلاک کر دیا تھا۔
ماریا غصے سے دیوانی ہو گئی۔ وہ اس راجکمار کو کسی صورت میں بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ وہ آگے بڑھی اور راجکمار کی گردن دبوچنا چاہتی تھی کہ راجکمار ایک دم سے غائب ہو گیا۔ بالکونی خالی رہ گئی۔ ماریا حیران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

ماریا جلدی سے غوطہ لگا کر نیچے کھڈ میں آگئی کہ راجکماری کو دیکھے کہ وہ زخمی ہوئی ہے یا کہ مرگئی ہے۔ ماریا نے کھڈ میں جا کر بہت تلاش کیا مگر نہ تو اُسے زندہ راجکماری کہیں نظر آئی اور نہ ہی اس کی لاش ملی۔ ماریا کچھ نہ سمجھ سکی کہ یہ سب کچھ کیا تھا۔ حقیقت تھی یا خواب تھا۔ وہ پرواز کرتی ہوئی اوپر قلعے کی بالکونی میں آگئی۔ یہاں خاموشی چھائی تھی۔ ماریا قدم قدم چلتی قلعے کے صحن میں آگئی۔ یہاں اب رات کا مدھم مدھم اندھیرا ہو گیا تھا۔

اچانک ماریا کو کسی عورت کی چیخ سُنائی دی۔ چیخ کی آواز قلعے کے اوپر والے کمرے سے آئی تھی۔ ماریا تیزی سے اُڑتی ہوئی اوپر والے کمرے میں آگئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہی ساڑھی والی عورت کمرے سے نکل کر بھاگی جا رہی ہے۔ ماریا نے اُسے پہچان لیا۔ یہ وہی راجکماری تھی جسے پتھر دل ظالم راجکمار نے بالکونی سے نیچے کھڈ میں دھکا دے دیا تھا۔ ماریا راجکماری کی طرف لپکی جو قلعے کے پھاٹک کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ راجکماری کی کمر پر ساڑھی کے اوپر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِنسانی پنجے کا خُونی نشان بنا ہوا ہے۔ راجکماری کے بال ہوا میں اُڑ رہے تھے اور وہ گھبرائی ہوئی بھاگی جا رہی ہے۔ ماریا نے اُسے نہ بُلایا۔ ماریا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ راز کیا ہے! یہ معمّہ کیا ہے اور یہ راجکماری کہاں جا رہی ہے اور اس کی پیٹھ پر انسانی خونی پنجے کا نشان کیوں بنا ہوا ہے!

راج کماری قلعے کے بڑے پھاٹک سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ماریا اُس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اُڑ رہی تھی۔ جنگل میں ایک اندھیری باؤلی آ گئی۔ باؤلی ایک قسم کا اندھیرا کنواں ہوتا ہے جس کے پانی تک پہنچنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں۔ راجکماری باؤلی کی سیڑھیاں اتر کر پانی کے تالاب کے پاس رُک گئی۔ اُس نے چیخ کر کہا۔

"راجکمار! میں آ رہی ہوں! مَیں آ رہی ہوں!"

اور اس کے ساتھ ہی راجکماری نے باولی کے تالاب میں چھلانگ لگا دی۔ تالاب میں بُلبلے اُبھرے اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ ماریا ایک جگہ کھڑی یہ سارا آسیبی کھیل دیکھ رہی تھی۔

جب راجکماری باؤلی کے تالاب میں ڈوب گئی تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا واپس چلی۔ ابھی وہ باولی کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اچانک اس کی پیٹھ پر کسی نے اپنا پنجہ لگا دیا۔ ماریا نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ کیونکہ وہ تو غائب تھی کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ کوئی اس کی پیٹھ پر اپنا پنجہ نہیں لگا سکتا تھا۔ ماریا یہ سوچ کر کچھ خوف زدہ سی ہو گئی کہ اس کے پیچھے وہی راجکمار کھڑی ہنس رہی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ ہاتھ پر بھی خون لگا تھا۔ ماریا نے گھبرا کر پوچھا۔

"تم ——— تم کون ہو؟"

راجکماری نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا تو ماریا نے دیکھا کہ راجکماری کے منہ سے بھی خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ راجکماری کے حلق سے ڈراؤنی آواز نکلی۔

"تم ماریا نہیں، راجکماری ہو۔ تم راجکماری ہو!"

ماریا کو ایک پریشانی یہ بھی تھی کہ یہ پُراسرار عورت یعنی راجکماری ماریا کو دیکھ رہی تھی۔ ماریا پیچھے ہٹی۔ راجکماری نے اپنا خون میں بھرا ہوا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ ایک بھیانک چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ ماریا جنگل میں بھاگی۔ وہ اڑنا چاہتی تھی مگر اڑنے کی طاقت اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نہیں رہی تھی۔ اُسے اپنا جسم نظر آنے لگا تھا۔ وہ غائب نہیں تھی بلکہ ظاہر ہو رہی تھی۔ ماریا شہر کی طرف بھاگ رہی تھی کہ جس طرح بھی ہو وہ عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائے۔ اب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔

ماریا جنگل سے باہر نکل کر ایک چھوٹی سی سڑک پر آ گئی۔ وہ سڑک پر شہر کی طرف دوڑنے لگی۔ اسے اپنے پیچھے کسی گاڑی کی روشنی دکھائی دی۔ ماریا رُک گئی کہ گاڑی والے سے مدد طلب کرے گی اور اسے کہے گی کہ خدا کے لیے مجھے بھوپال کے ریلوے سٹیشن پر پہنچا دو۔ گاڑی قریب آنے پر ماریا نے دونوں بازو کھولے اور سڑک کے درمیان کھڑی ہو گئی۔

"گاڑی روکو! مجھے بھی شہر لے چلو!"

گاڑی ماریا کے قریب آکر رُک گئی۔ ایک ڈرائیور اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا جس کا منہ دوسری طرف تھا۔ اُس نے ماریا سے کہا۔

"شہر جاؤ گی؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں بھائی! مجھے شہر پہنچا دو۔ تمہاری مہربانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گی!"

ڈرائیور نے دھیمی آواز میں کہا۔

"گاڑی میں پیچھے بیٹھ جاؤ۔"

ماریا جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ گاڑی آگے روانہ ہو گئی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد گاڑی نے موڑ کاٹا اور پھر اُسی سڑک پر آ گئی اب گاڑی کا رُخ پرانے آسیبی قلعے کی طرف تھا۔ ماریا نے جب دیکھا کہ گاڑی قلعے کی طرف واپس جا رہی ہے تو اس نے بگڑ کر کہا۔

"گاڑی روکو! تم کہاں جا رہے ہو۔ مجھے شہر جانا ہے۔"

ڈرائیور نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا چہرہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔ ماریا کو خطرہ محسوس ہوا۔ اس نے دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر چھلانگ لگانی چاہی مگر وہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گئی کہ گاڑی کا دروازہ اتنی سختی سے بند ہے کہ وہ ہزار کوشش کے باوجود اسے نہ کھول سکی۔ ماریا نے دوسری طرف کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ دروازہ بھی بند تھا۔ ماریا نے کھڑکی کا شیشہ اتارنے کی کوشش کی کہ کھڑکی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے باہر چھلانگ لگا دے مگر کھڑکی کا شیشہ بھی نیچے نہ ہوا۔ شیشہ جیسے پتھر بن چکا تھا۔ ماریا نے ڈرائیور کی گردن کو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"تم مجھے کہاں لیے جا رہے ہو۔ گاڑی روکو! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

ڈرائیور نے چادر منہ پر سے اتار دی اور گردن گھما کر ماریا کی طرف دیکھا۔ ماریا کا جسم خوف سے ٹھنڈا ہو گیا۔ ڈرائیور وہی راجکمار تھا جس نے راجکماری کو بالکونی میں سے نیچے کھڈ میں دھکا دیا تھا۔ ماریا راجکمار کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی۔ آسیبی راجکمار مسکرایا اور اس نے گاڑی قلعے والی سڑک کی طرف موڑ دی۔ ماریا ایسے بیٹھی تھی جیسے اُسے کچھ معلوم نہ ہو کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ راجکمار نے گاڑی قلعے کے باہر کھڑی کی اور ہاتھ آگے بڑھا کر ماریا سے کہا۔

"راجکماری! میرے ساتھ آؤ! خونی بالکونی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

ماریا کسی جادو کے زیرِ اثر اپنے آپ گاڑی سے باہر نکلی اور آسیبی راجکمار کے ساتھ قلعے میں داخل ہو گئی۔ راجکمار خاموش تھا۔ اُس کے ہونٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھنچے ہوئے تھے۔ چہرے پر وحشت تھی۔ وہ ماریا کو بالکونی میں لے آیا۔ پھر اس نے ماریا سے کہا۔

"نیچے کھڈ میں دیکھو!"

ماریا نے کھڈ میں جھانکا ہی تھا کہ آسیبی راجکمار نے اُسے دھکا دے دیا۔ ایک بھیانک چیخ کی آواز کے ساتھ ماریا کھڈ میں نیچے ہی نیچے گرتی چلی گئی۔

●

کیا ماریا کھڈ کے پتھروں سے ٹکرا کر مر گئی؟
کیتی کے ساتھ کیا بیتی؟
عنبر ناگ ماریا سے اس کی ملاقات کہاں ہوئی؟
یہ تمام سنسنی خیز اور حیرت انگیز واقعات آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۷۷ میں پڑھیے!

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی

عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہوگئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 12.00

Courtesy www.pdfbooksfree.pk